Postal Reg.No:PB/1023/2001

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 50

شمارہ : 4

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

29 شوال 1421 ہجری 25 صلح 1380 ہش 25 جنوری 2001ء

اخبار احمدیہ

قادیان 20 جنوری (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے بہتر ہے الحمد للہ۔

کل حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب جماعت کو آپسی رشتوں کے معاملہ میں تقویٰ و قول سدید سے کام لینے کی تلقین فرمائی۔ پیارے آقا کی صحت و سلامتی کامل شفایابی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ و امرہ

احباب جماعت احمدیہ ہندوستان کے نام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا ایک ضروری پیغام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

واجعل لی من لدنك سلطانا نصیرا
انا فتحنا لك فتحا مبینا
ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ
خلیفۃ المسیح الرابع
امام جماعت احمدیہ

پیارے عزیزان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان کی جماعت کو گزشتہ سال دو کروڑ سے زائد بیعتیں کروانے کی توفیق ملی اس سال آپ کیلئے چار کروڑ کا ٹارگٹ ہے اور دنیا کے دوسرے ممالک سے آپ کا بڑا سخت مقابلہ ہے۔ اس موقعہ پر آپ کیلئے میرا پیغام وہی ہے جو میں نے آج سے نو سال پہلے 26 دسمبر 1991ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے اختتامی خطاب میں آپ لوگوں کو دیا تھا:۔

"اے ہندوستان والو! اے بھارت کے احمدیو!! کیا اس عزت اور سعادت کو جو خدا تعالیٰ نے تمہیں تھمائی تھی دوسرے ملکوں کو تم اپنے سے چھین کر لے جانے کی اجازت دو گے؟ کیا تم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہو گے اور افریقہ اور امریکہ اور یورپ اور دنیا کے یہ دوسرے ممالک تبلیغ کے ذریعے احمدیت کا پیغام پھیلانے میں تم سے آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ اگر ایسا ہوا تو بہت ہی بڑی بدنصیبی ہوگی۔ خدا تعالیٰ نے احمدیت کے پیغام کے لئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین کو قادیان کی بستی میں مامور فرمایا اور ہندوستان کی سرزمین کو یہ اعزاز بخشا تھا۔ چاہیے کہ اس اعزاز کو ہمیشہ آپ زندہ رکھیں ہمیشہ اپنائے رکھیں اور کسی دوسرے کو اجازت نہ دیں کہ اس اعزاز کا جھنڈا وہ آپ کے ہاتھوں سے چھین کر غانا میں گاڑ دے یا نائجیریا میں گاڑ دے یا گیمبیا میں گاڑ دے۔ یہ آپ کی سعادت ہے۔ اسے اپنے بازو اور سینے سے چمٹائے رکھیں۔ یہ وہ جھنڈا ہے جس کی خاطر جان بھی دینی پڑے تو جان دینی کوئی نقصان کا سودا نہیں ....۔

آج خدا تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کی غلامی کا جھنڈا ہندوستان کو عطا فرمایا ہے۔ آج اللہ تعالیٰ نے اسلام کی احیائے نو کا جھنڈا ہندوستان کو عطا فرمایا ہے۔ آج لوائے احمدیت قادیان کی نشانی بن چکا ہے اور لوائے قادیان اور لوائے احمدیت ایک ہی چیز کے دو نام بن گئے ہیں اور یہی لوائے اسلام ہے جو آئندہ تمام عالم پر لہرائے گا۔......

پس اے بھارت کی جماعتو! میں تمہیں بار بار بڑے عجز اور انکسار کے ساتھ اس اہم فریضے کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ اٹھو اور شیروں کی طرح دندناتے ہوئے غازیوں کی طرح فتح کے ترانے گاتے ہوئے تمام بھارت میں پھیل جاؤ کیونکہ آج بھارت کی نجات تمہارے ساتھ وابستہ ہو چکی ہے۔ اور اگر آپ آج بھارت کو اسلام کے پرامن پیغام کی رونق سے بھر دیں گے، اگر آج تمام بھارت کو اسلام کے پرامن عالمگیر امن کے لواء کے نیچے اکٹھا کر دیں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تمام دنیا کی قوموں کا امن آپ سے وابستہ ہو جائے گا"۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع
1379 ہش

"احباب جماعت نے سیدنا حضور انور کا مندرجہ بالا پیغام ملاحظہ فرمالیا ہے اس سال جماعت ہائے احمدیہ بھارت کو جو بیعتوں کا ٹارگٹ دیا گیا ہے اُسے پورا کرنے کیلئے عاجزانہ دُعاؤں کے علاوہ خصوصی ذاتی توجہ کی ضرورت ہے۔

تمام احباب جماعت سے گزارش ہے کہ ہر ایک فرد دعوت الی اللہ کے کاموں میں پوری طرح جٹ جائے اور عطا فرمودہ ٹارگٹ کو پورا کرنے میں شمولیت کی توفیق اور سعادت حاصل کرے۔ آپ اپنے اپنے علاقہ کے امراء صاحبان کی ہدایت کی پوری طرح تعمیل کریں۔ جزاکم اللہ۔

(مرزا وسیم احمد ناظر اعلیٰ قادیان)

☆☆☆☆☆☆

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

’’اسلامی دہشت گردی‘‘۔ اصل حقیقت کیا ہے؟

قسط......7......

اس موقع پر ایک وضاحت نہایت ضروری ہے کہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ازمنہ وسطی کے بعض فقہاء اور موجودہ دور کے ’’علمآء ہم شرٌمن تحت ادیم السماء‘‘ کے جہاد سے متعلق خیالات غلط ہیں تو پھر درج ذیل حدیث کو کس پس منظر کے تحت دیکھا جائے گا۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ

اذالقیت عدوك المشرکین فادعهم الی ثلثِ خلالٍ فان اجابوك فاقبل منهم وکف عنهم ادعهم الی الاسلام فان اجابوك فاقبل منهم وکف عنهم ثم ادعهم الی التحول من دارهم الیٰ دارالمهاجرین واخبرهم انهم ان فعلواذالک فلهم ماللمها جرین وعلیهم ماعلیهم فان ابوان یتحولوا منها فاخبرهم انهم یکونون کاعراب المسلمین یجری علیهم حکم الله تعالیٰ الذی یجری علی المؤمنین ولا یکون لهم فی الغنیمة والفیئ شیئ الاان یجاهدوا مع المسلمین وان هم ابوفسلهم الجزیة فان هم اجابوك فاقبل منهم وکف عنهم فان ابوافاستعن بالله وقاتلهم (مسلم کتاب الجهاد)

ترجمہ:۔ جب تم کو اپنے مشرکین دشمن سے جنگ کرنی پڑے تو انہیں تین باتوں کی طرف بلاؤ اگر وہ ان میں سے کوئی ایک بات مان لیں تو اُن سے قبول کرلو اور اُن سے ہاتھ روک لو (پہلی یہ کہ) انہیں اسلام کی طرف بلاؤ اگر وہ مان لیں تو ان کے اسلام کو قبول کرلو اور اُن سے اپنے ہاتھ کھینچ لو۔ پھر اُن کو ان کے گھروں سے مہاجرین کے گھروں کی طرف (یعنی مدینہ کی طرف) ہجرت کی طرف بلاؤ اگر وہ یہ بات مان لیں تو اُن کو مہاجرین کے جملہ حقوق اور ذمہ داریاں ملیں گی اور اگر وہ ہجرت سے انکار کریں تو اعرابی مسلمانوں کی طرح ہوں گے۔ اللہ کے تمام حکم ان پر مومنوں والے جاری ہوں گے لیکن اُن کو مال غنیمت میں سے کچھ نہیں ملے گا سوائے اس کے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ ملکر جہاد کریں اور اگر وہ اسلام لانے اور ہجرت کرنے سے انکار کریں تو پھر اُن سے کہو کہ اسلامی حکومت کے تحت رہ کر ٹیکس ادا کیا کریں پس اگر وہ مان لیں تو ان سے ٹیکس (جزیہ) قبول کرلو اور اگر وہ انکار کریں تو اللہ سے مدد مانگو اور اُن سے جنگ کرو۔

مذکورہ حدیث مبارک کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث اُس ابتدائی دور کی ہے جبکہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام مکہ کے مشرکین کے تیرہ سالہ بھیانک مظالم سے کسی طرح جانیں بچا کر مدینہ ہجرت کر گئے تھے اور آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قصور صرف یہی تھا کہ وہ مشرکین کے 360 خداؤں کے مقابلہ پر صرف ایک خدا کی پرستش کرنا چاہتے تھے اب مذکورہ حدیث کے ذریعہ حکم دیا گیا ہے کہ جب یہ مشرکین جو مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے اُن سے مجبوراً مقابلہ آرائی اور جنگ کی صورت سامنے آجائے تو جاتے ہی قتال شروع نہ کردو ایسا نہ ہو کہ اُن میں ایسے لوگ بھی ہوں جو اسلام قبول کر چکے ہوں لیکن مشرکین کے مظالم سے ڈر کر اسلام قبول نہ کرتے ہوں لہٰذا جب جنگ شروع ہو تو پہلے اسلام کی دعوت دو اگر اسلام قبول کرلیں تو پھر ہجرت کی تحریک کرو اسلام قبول کرنے کے بعد ہجرت کی تحریک کرنا صاف بتاتا ہے کہ انہیں اسلام قبول کرنے کے بعد ظالم مشرکین کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑنا ہے۔ بلکہ اس بات کی پرواکئے بغیر کہ اُن کے ہجرت کرنے کے بعد مدینہ میں اُن کی آبادی اور روزگار کا انتظام کرنا ہوگا انہیں ظالم و خونخوار مشرکین مکہ کے ظلم سے ہر صورت میں بچاؤ چنانچہ اس تعلق میں ارشاد باری تعالیٰ ہے وما لکم لا تقاتلون فی سبیل الله والمستضعفین من الرجال والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من هذه القریة الظالم اهلها واجعل لنامن لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا (النساء ۴۶)

یعنی اے مومنو! کوئی وجہ نہیں کہ تم لڑائی نہ کرو اللہ کے دین کی حفاظت کیلئے اور ان مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر جو کمزوری کی حالت میں پڑے ہیں اور دعائیں کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب نکال ہم کو اس شہر سے جس کے باشندے ظالم ہیں اور ہم کمزوروں کیلئے اپنی جناب سے کوئی دوست و مددگار عطا فرما۔

پھر تیسری صورت یہ ہے کہ اگر اُن میں سے کوئی اسلام قبول کرنے والا اور ہجرت کرنے والا نہ ہو تو پھر بھی فوراً تلوار چلانی شروع نہیں کرنی اگر وہ مشرکین غیر مسلم رہتے ہوئے مدینہ کی حکومت کی فرمانبرداری قبول کرلیں اور جس کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ حکومت کا ٹیکس (جزیہ) ادا کرنے کی حامی بھر لیں تو بھی جنگ نہیں کرنی اور اگر وہ فرمانبرداری کی بجائے بغاوت کا مظاہرہ کریں اور ظلم سے باز نہ آئیں تو پھر جنگ کرنے کا حکم ہے۔

پس یہ ابتدائی دور کے جہاد کی شرائط ہیں جبکہ مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ گئے تھے اور مسلمانوں کا یہ فرض تھا کہ وہ مکہ میں رہنے والے مظلوم مسلمانوں کی جانوں کو بچا کر انہیں مدینہ لے آئیں۔

یہاں یہ بات یاد رکھے جانے کے قابل ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام جب شروع شروع میں ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو مکہ کے مشرکین نے مدینہ کے مشرکین کو ایک خط لکھا جس میں ان کو یہ دھمکی دی کہ تم نے ہمارے بھاگے ہوئے آدمی کو مدینہ میں پناہ دی ہے تم اس کا ساتھ چھوڑ کر اس سے جنگ کرو ورنہ ہم تمہیں تہ تیغ کر دیں گے اور تمہاری عورتوں پر قبضہ کرلیں گے (ابوداؤد کتاب الخراج)

گویا شروع شروع میں مدینہ میں بھی مسلمان محفوظ نہیں تھے اس واسطے ہجرت کے ابتدائی ایام میں مسلمان بعض دفعہ رات کو سوتے وقت بھی ہتھیار نہیں اتار سکتے تھے چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

’’آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہ ہجرت کر کے مدینہ آئے اور انصار نے انہیں پناہ دی تو تمام عرب ایک جان ہو کر ان کے خلاف کھڑا ہو گیا اس وقت مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ رات کو ہتھیار لگا کر سوتے تھے اور دن کو بھی ہتھیار لگائے رہتے تھے (مکہ کے مشرکین کے علاوہ مدینہ کے مشرکین کا خوف بھی ان پر سوار تھا) کہ کہیں اچانک حملہ نہ ہو جائے اور وہ ایک دوسرے سے کہا کرتے تھے کہ دیکھئے ہم اس وقت تک زندہ بھی رہتے ہیں یا نہیں جب ہم رات کو امن کی نیند سو سکیں گے اور سوائے خدا کے ہمیں کسی کا ڈر نہ ہوگا۔‘‘

(حاکم بحوالہ لباب النقول فی اسباب النزول زیر آیت وعداللہ الذین امنوا منکم)

پس مذکورہ حدیث جس میں مشرکین کو جنگ سے قبل اسلام پیش کرنے اور پھر ہجرت کی تحریک کرنے کا حکم ہے یہ اس ابتدائی دور کی حدیث ہے اور یہ حکم دراصل اسی زمانے کیلئے تھا اور اگر بعد میں بھی مسلمان بادشاہان نے اس پر عمل کیا ہے تو دراصل اسی ڈر سے کہ کہیں ان کی تلواریں مسلمانوں پر یا اُن کافروں پر نہ چل جائیں جو اسلامی حکومت کے فرمانبردار بن کر رہنا چاہتے ہیں۔ اگر جنگ کے ذریعہ اسلام پھیلانا مقصود ہوتا تو احادیث میں صاف لکھا ہوتا کہ سوائے اسلام کے اور کوئی چیز قبول نہ کرنا لیکن فرمایا کہ بے شک کوئی غیر مسلم رہے لیکن اسلامی حکومت کا مطیع بن کر رہے تو ٹھیک ہے اور مطیع بننے کی نشانی یہ ہے کہ اطاعت گزار بن کر ٹیکس کی ادائیگی کرے اب اگر ٹیکس لینا ظلم ہے تو ہمیں بتایا جائے کہ دُنیا کی کونسی حکومت ہے جو اپنی رعایا سے ٹیکس لئے بغیر اپنا کام چلاتی ہو، اسلامی حکومت میں مسلمان زکوٰۃ دیتے تھے دوسرے چندوں میں بھی شامل ہوتے تھے فوجی حفاظت کے سارے انتظامات رضاکارانہ طور پر کرتے تھے غیر مسلم رعایا کو حفاظت اور آرام فراہم کرنے کے ذمہ دار تھے اگر اتنی بڑی ذمہ داریوں پر غیر مسلم رعایا سے بھی ٹیکس لیا جائے تو یہ کونسا ظلم ہے اور پھر یہ ٹیکس ہر آدمی سے وصول نہیں کیا جاتا تھا اس سے مذہبی لوگ عورتیں۔ بچے بوڑھے۔ اندھے۔ معذور لوگ مساکین غرباء سب مستثنیٰ تھے بلکہ ایسے لوگوں کو بجائے جزیہ دینے کے بیت المال سے وظیفہ دیا جاتا تھا۔ چنانچہ کتاب الخراج فی من تجب علیه الجزیة میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر نے ایک بوڑھے یہودی کو بھیک مانگتے دیکھا تو غصہ کی حالت میں فرمایا یہ کیا معاملہ ہے اس نے اپنے بڑھاپے اور جزیہ کی رقم کی ادائیگی کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ایسے لوگوں سے جزیہ وصول نہ کیا جائے چنانچہ اس کا جزیہ معاف کر دیا گیا اور بیت المال سے اس کیلئے وظیفہ مقرر کر دیا گیا

یہ ہے وہ حسین مذہب اسلام جس کو غیروں نے تو خود اپنی دشمنی اور تعصب کے پردوں کے نتیجہ میں نہیں سمجھا لیکن افسوس ہے کہ اپنوں نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملا کر بلاوجہ اسے نشانہ اعتراض بنا دیا۔ (باقی)

(منیر احمد خادم)

ہر حال میں مومن کے قدم چلتے رہیں گے

پاکستان میں دس معصوم اور نہتے احمدیوں کو ماہ نومبر میں شہید کر دیا گیا اور کافی احمدیوں کو زخمی کر دیا گیا۔ ان ظالمانہ اور سنگدلانہ واقعات کی وجہ سے جو دل میں جذبات پیدا ہوئے انہیں اشعار میں ڈھالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

پھر ظالموں نے خون بہایا ہے زمیں پر
پھر دورِ یزیدی کو دوہرایا ہے زمیں پر
یزید کے چیلوں نے خدا تعالیٰ کے گھر میں
معصوموں کا پھر خون گرایا ہے زمیں پر
یہ قرض بہر حال انہیں دینا ہی ہوگا
اک روز انہیں قہرِ خدا سہنا ہی ہوگا
ہر قطرۂ خوں ایک شجر بن کے رہے گا
یزیدوں کی قسمت میں سدا رونا ہی ہوگا
حق والے تو آگے ہی سدا بڑھتے رہیں گے
ہر دور میں وہ پھولتے اور پھلتے رہیں گے
طوفان بھی آئیں گے بگولے بھی چلیں گے
ہر حال میں مومن کے قدم چلتے رہیں گے

(خواجہ عبدالمومن اوسلو ناروے)

خطبہ جمعہ

خاوند اپنے اہل و عیال پر نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جانے والا ہے اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھی جانے والی ہے

ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پرہیزگاری کے لئے عورتوں کو پرہیزگاری سکھاویں ورنہ وہ گنہگار ہونگے

(احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے میاں بیوی کے حقوق وفرائض سے متعلق تاکیدی نصائح)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۲۸/ جنوری ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۸/ صلح ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِی عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ. وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾

(سورة البقرہ آیت ۲۲۹)

ترجمہ اس کا یہ ہے: اور ان عورتوں کا دستور کے مطابق مردوں پر اتنا حق ہے جتنا مردوں کا اُن پر ہے حالانکہ مردوں کو اُن پر ایک قسم کی فوقیت بھی ہے اور اللہ کامل غلبے والا اور حکمت والا ہے۔

یہ جو حقوق کا مضمون بیان ہو رہا ہے مردوں اور عورتوں کا آپس میں اس کے لئے حدیثوں میں ایسی حدیثیں نہیں مل سکیں جس میں معاملہ ملا جلا نہ ہو۔ تو بہت سی حدیثیں ایسی ہیں جہاں مردوں کے فرائض ہیں اور عورتوں کے بھی فرائض ہیں تو یہ ایک ہی سلسلے کی کڑی ہے اس لئے جہاں بھی امتزاج ہو دونوں باتوں کا اس کا کوئی فرق نہیں پڑتا مگر خاص طور پر آج کے خطبے کا موضوع، عورتوں کے مردوں پر جو حقوق ہیں اس کا بیان ہے تو جیسا کہ میں نے کوشش کی تھی ان کو الگ الگ کر سکوں، بہت حد تک کر سکا ہوں، لیکن دونوں معاملات آپس میں مل جل سے گئے ہیں اور بعض دفعہ پتہ نہیں چلے گا کہ یہ کس کے حقوق بیان ہو رہے ہیں اور کس کے فرائض۔

احادیث کے بیان میں سب سے پہلے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں ہر ایک نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جانے والا ہے۔ چنانچہ امام بھی نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جانے والا ہے اور خاوند اپنے اہل و عیال پر نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جانے والا ہے۔ اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھی جانے والی ہے۔ (بخاری کتاب الوصایا) یعنی وہ بچے جو گھر میں پرورش پاتے ہیں اور دوسرے حقوق جو ہیں وہ ان کی نگران ہے اور اس بارے میں وہ خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوگی۔

دوسری حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ یہ حدیث بھی صحیح بخاری سے لی گئی ہے۔ پہلی حدیث بھی بخاری سے لی گئی تھی۔ صحیح بخاری کی اِس حدیث میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ روایت کرتے ہیں۔ آپؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خدا کی رضا چاہتے ہوئے جو خرچ کرو گے اس پر تمہیں ضرور اجر ملے گا۔ یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔ (بخاری کتاب الایمان) ۔ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی محبت کو خدا کی محبت میں ملا دیا تھا اور گویا آپ کا ہر عمل عبادت بن گیا تھا تو بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنا تو ایک محبت کا اظہار ہے اگر اسے خدا کی محبت میں گوندھ دیا جائے تو یہی چیز پیار کا اظہار بن جائے گی اور عبادت بھی ہو جائے گی۔

مسلم کتاب الزکوۃ میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ایک دینار تُو خدا کی راہ میں خرچ کرے اور ایک دینار تُو گردن آزاد کروانے پر خرچ کرے، اور ایک دینار تُو کسی مسکین پر خرچ کرے اور ایک دینار تُو اپنے اہل پر خرچ کرے تو ان میں سے سب سے زیادہ اجر اس دینار کا ہوگا جو تُو نے اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا ہوگا۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ بہت سے لوگ باہر بظاہر نیکیوں پر خرچ کر رہے ہوتے ہیں اور بیوی کے حقوق ادا نہیں کر رہے ہوتے تو خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ کوئی نیکی نہیں ہے۔ بیوی کا بھی ویسا ہی حق ہے اور جو بیوی کے اوپر خرچ کرتا ہے یعنی اہل و عیال اور بچوں پر خرچ کرتا ہے وہ دراصل باہر والوں کی نظر سے ہٹ کر خرچ کرتا ہے اور خدا کی نظر میں خرچ کر رہا ہوتا ہے اس لئے فرمایا کہ وہ دینار جو اپنی بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہے وہ باہر کے اخراجات سے بہتر ہے۔

پھر بخاری کتاب النکاح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر عورت نفلی روزے نہ رکھے اور نہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر کے اندر آنے دے۔ (بخاری کتاب النکاح باب لا تاذن المراۃ فی بیت زوجہا الا باذنہ) ۔ یہ بہت ہی ضروری ہے۔ خاوند تو باہر کام پر ہوتا ہے اس کو کیا پتہ کہ گھر میں کون آیا ہے اور کون نہیں۔ تو عورت کا فرض ہے کہ اپنے خاوند کی مرضی کے بغیر جو ناپسندیدہ اشخاص ہیں خاوند کے نزدیک ان کو گھروں میں نہ آنے دے اور وہی اس کے نزدیک بھی ناپسندیدہ ہونے چاہئیں۔ بلکہ یہاں تک فرمایا خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو فرضی روزے رکھنے پڑتے ہیں اس میں تو خدا کی رضا غالب ہے اور خاوند کو حق نہیں کہ فرضی روزوں میں دخل اندازی کرے۔

ابن ماجہ میں حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے خوش ہے تو وہ جنت میں جائے گی۔ (سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب حق الزوج علی المراۃ)۔

ترمذی کتاب النکاح سے یہ روایت قیس بن طَلْق کی لی گئی ہے جو اپنے والد طَلْق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنی ضرورت کے لئے بلائے تو اسے چاہئے کہ وہ اس کے پاس چلی آئے خواہ وہ تنور پر کھڑی ہو۔ (سنن ترمذی کتاب النکاح. باب ما جاء فی حق الزوج علی المراۃ)۔ تنور پر کھڑی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خواہ روٹی جل رہی ہو اور یہ نہ کہے کہ میں انتظار کر رہی ہوں روٹیاں پکا رہی ہوں مگر اگر خاوند کو ضرورت ہے تو اس کا پہلا حق ہے اس کی آواز پر لبیک کہے۔

مسند احمد میں یہ روایت ہے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی عورت پنجوقتہ نماز پڑھتی ہے اور رمضان کے روزے رکھتی ہے اور اپنی عصمت کی حفاظت کرتی ہے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرتی ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ جنت کے جس دروازے سے تو چاہے داخل ہو جا۔ (مسند احمد۔ مسند العشرۃ المبشرۃ بالجنۃ)۔ اب یہ جنت کے دروازوں کے متعلق بھی بار بار وضاحت کی گئی ہے کوئی ایسا گیٹ (Gate) نہیں لگا ہوا وہاں یا کئی گیٹ نہیں لگے ہوئے کہ جہاں سے مرضی داخل ہو جاؤ۔ مراد یہ ہے کہ اپنی پسند سے خدا تعالیٰ کی جنت میں داخل ہو جاؤ اور تیرا حق ہے کہ ہر دروازے سے داخل ہو یعنی رضا کے لحاظ سے بھی تو نے جو بھی فرائض تھے سب پورے کر دئے اس لئے اب تیری اپنی پسند ہے کہ جس دروازے سے چاہے مگر یاد رکھیں دروازہ کوئی ایسا نہیں جو ظاہری دروازہ جنت میں نصب ہو یہ صرف ایک محاورہ ہے یہ بتانے کے لئے کہ عورت کو یہ نیکیاں اختیار کرنے میں خدا تعالیٰ یہ جزا دے گا کہ جس طرح چاہے جنت میں داخل ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا۔

ایک حدیث میں جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ جب تمہاری عورتیں تم سے رات کو مسجد جانے کی اجازت طلب کیا کریں تو انہیں اجازت دے دیا کرو (صحیح بخاری کتاب الاذان)۔ یہ معاشرے کا بھی ایک معاملہ ہے۔ بعض معاشرے گندے ہوتے ہیں جہاں رات کو خود عورتوں کی حفاظت کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ یا تو مرد ساتھ جائے یا ان کو اکیلے نہ جانے دیا جائے۔ تو یہ حسب حالات فیصلہ ہوگا۔ جن معاشروں میں رات کو عورت کا نکلنا، آج کل پاکستان میں عورت کا اکیلی رات کو نکلنا بہت ہی خطرناک ہے تو ایسی صورت میں ان کی حفاظت کی خاطر ان کو اس بات کی اجازت نہ دینا رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوگی کیونکہ آپ ایک پرامن معاشرے کی بات کر رہے ہیں۔ وہاں اگر عورت کا دل چاہتا ہے رات کو مسجد میں جا کے نماز پڑھے تو اس کو اس کی اجازت دے دینی چاہئے۔

مسلم کتاب النکاح میں حضرت عبدالرحمٰن بن سعد سے مروی ہے کہ میں نے ابو سعید خدریؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز خدا کے حضور سب سے بدترین وہ شخص ہوگا جو اپنی بیوی سے علیحدگی میں ملتا ہے اور وہ اُس سے ملتی ہے، پھر بعد میں وہ اُس کے راز پھیلاتا ہے۔(صحیح مسلم. کتاب النکاح) ۔ یہ گندی اور بدبخت عادت بھی بعض مردوں میں ہوتی ہے ۔ وہ اپنی بیوی سے متعلق کہ کیسے ملی اور کیسی تھی باہر اپنے دوستوں کی مجلس میں ذکر کرتے ہیں جو نہایت ہی نامناسب اور بیہودہ حرکت ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے بدن کے کپڑے ہیں جن کو ایک دوسرے کے رازوں کی حفاظت کرنی چاہئے۔

سنن نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کی طرف زیادہ میلان رکھے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا نصف دھڑ ٹیڑھا ہوگا۔(سنن نسائی ابواب عشرة النساء)۔ اب جو نصف دھڑ ٹیڑھا ہوگا اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا جھکاؤ ناانصافی کی طرف رہا ہے اور اس پہلو سے اس کا وجود جو ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک غلط طرف جھکا ہوا نظر آئے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق آتا ہے کہ آپ اللہ کی طرف ہی جھکے رہتے تھے۔ اگر کوئی لغزش ہو بھی تو خدا کی طرف کرتے تھے تو ایسا مرد بڑا بدنصیب ہے جو لغزش کے وقت غیر اللہ کی طرف کرتا ہے اور ناانصافی کی طرف کرتا ہے تو جسم ٹیڑھا ہونے سے مراد یہی ہے کہ وہ ایک غیر متوازن حیثیت سے خدا کے حضور پیش ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان عدل کے ساتھ تقسیم فرماتے تھے۔ یہ وہی مضمون ہے جو اس سے پہلے گزرا یعنی عدل کے ساتھ تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ پھر کہتے تھے اے میرے اللہ! جس کی طاقت میں رکھتا ہوں وہ میں نے کر دیا ہے پس تو مجھے اس بارہ میں ملامت نہ کرنا جو تیرے اختیار میں ہے کہ میں اُس میں بے اختیار ہوں۔(سنن نسائی ابوب عشرة النساء)۔ تو بیویوں سے انصاف کا سلوک مردوں کا فرض ہے مگر اگر محبت کسی سے زیادہ ہے تو اس کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ بے اختیاری کا معاملہ ہے۔ تو آنحضرت ﷺ اپنے دل کی اتنی حفاظت فرمایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اس طرح ڈرتے تھے کہ دل کے معاملات وہ جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ میں بے اختیار ہوں اس لئے اگر کسی بیوی کی طرف دلی میلان زیادہ ہو اور ظاہری طور پر انصاف کر رہا ہوں تو اللہ اس دلی میلان کو معاف فرما دے۔

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہاؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کرنا چاہتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے اور جس کے نام کا قرعہ نکلتا اُسے ساتھ لے جاتے۔ اسی طرح آپ ہر ایک بیوی کے لئے ایک دن اور ایک رات مقرر فرماتے تاہم حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت زمعہ نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہبہ کر دی تھی۔

(سنن ابو داؤد. کتاب النکاح)۔

صحیح بخاری کتاب الاذان میں یہ درج ہے۔ حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ آنحضور ﷺ گھر پر کیا کیا کرتے تھے۔ آپؓ نے فرمایا کہ وہ اپنے اہل خانہ کی خدمت میں لگے رہتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

اہل خانہ کی خدمت سے مراد یہ ہے کہ گھریلو کاموں میں عورتوں کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے اور الگ الگ نہیں بیٹھا کرتے تھے۔ اور جہاں تک اپنے کاموں کا تعلق ہے کوشش کیا کرتے تھے کہ خود ہی کرلیں۔ چنانچہ اپنے پیوند بھی خود لگایا کرتے تھے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا جو ذاتی نمونہ ہے وہ دونوں کے لئے برابر نمونہ ہے۔ مردوں کے لئے بھی اور عورتوں کے لئے بھی۔ اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تھا تو پھر نماز کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے آگ دکھائی گئی ہے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت عورتوں کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کفر کا ارتکاب کرتی ہیں۔ عرض کیا گیا کیا وہ اللہ کا انکار کرتی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ وہ احسان فراموشی کی مرتکب ہوتی ہیں اگر تو ان میں سے کسی سے ساری عمر احسان کرے اور پھر وہ تیری طرف سے کوئی بات خلاف طبیعت دیکھے تو کہتی ہے میں نے تیری طرف سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔(بخاری کتاب الایمان باب کفران العشیر)

اب یہ ایک ایسی حدیث ہے جس سے میرا دل ہمیشہ دہل جاتا ہے کہ عورتوں کے پاؤں کے نیچے جنت بھی ہے اور عورتیں بہت تکلیفیں اٹھاتیں، اولاد کو اپنے پیٹ میں پالتیں اور ہر لحاظ سے ان کے حقوق ہیں یہاں تک کہ ان کے متعلق یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ان کے پاؤں تلے جنت ہے بچوں کے لئے۔ اس کے باوجود جہنم میں جو ان کی کثرت کا ذکر ہے اس سے میرا دل دہل جاتا ہے اور چھوٹی سی بات کی اگر فکر کریں تو پھر اس بات کو وہ محسوس کرلیں کہ معمولی سی نیکی کرنے سے ان کو خدا تعالیٰ عذاب سے بچالے گا۔ یہ عموماً کہتی ہیں۔ پتہ نہیں کیا وجہ ہے کہ عورتوں کی کیا عادت ہے کہ جب ناراض ہوں کوئی لڑائی ہو تو خاوند بیچارے نے ساری عمر بھی خدمت کی ہو وہ کہتی ہیں ہم نے تو تجھ سے کوئی سکون نہیں پایا ہمیشہ تونے برائی ہی کی ہے ہماری۔ اور ساری عمر کے احسانات وہ ایک طرف پھینک دیتی ہیں۔ یہ وہ عادت ہے جس سے توبہ آسان ہے۔ استغفار کریں، غصہ آئے تو خاموش ہو جایا کریں اور کچھ دیر کے بعد سمجھ آجائے گی کہ خاوند نے بہت احسانات کئے ہوئے ہیں اور اتنی سی بات سے اگر جہنم کی آگ سے بچ سکتی ہیں تو ایسی نیکی نہیں جو اختیار نہ کی جاسکتی ہو، بہت بھاری اور بڑی نیکی نہیں، بہت معمولی بات ہے۔

آخر پر ایک حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کرتا ہوں۔ آپؓ نے فرمایا "اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ" یعنی آنحضرت ﷺ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔(سنن ابوداؤد کتاب الطلاق)

پس طلاق کا جہاں حق ہو یا ضرورت ہو وہاں مجبوری ہے اور دینی چاہئے یہاں تک کہ اگر باپ دیکھے کہ بیوی میں کوئی ایسا نقص ہے جو آگے دین کے لحاظ سے اولاد پر اثر ڈالے گا تو اس کے کہنے پر طلاق دینے کا بھی حکم ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق روایت ہے کہ آپ ایک دفعہ گھر آئے تو حضرت اسماعیل کی جو بیوی تھیں اس وقت ان کے اندر آپ نے کچھ ایسی بات دیکھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کی تربیت میں بچے ٹھیک نہیں پلیں گے تو آپ نے اس کو ایک ایسا پیغام دیا جو حضرت اسماعیلؑ سمجھ گئے، وہ نہ سمجھ سکی اور وہ یہ تھا کہ اسماعیل اپنے گھر کی چوکھٹ بدل لو۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ چوکھٹ بدل لی یعنی دوسری بیوی کرلی اور اس بیوی کو طلاق دے دی۔ تو اگر نیکی اور تقویٰ کی خاطر، اولاد کی تربیت کی خاطر بات کہے تو ایسی صورت میں طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ باپ کی یہ بات تسلیم کرلینی چاہئے۔ مگر ویسے کوئی چڑ ہو باپ کو اپنی بہو سے یا ویسے کوئی دنیاوی معاملات ہوں تو اس میں مرد کا اسی طرح حق ہے جس طرح عورت کا حق ہے اور جب ایک ماں باپ نے بیٹی کو رخصت کیا ہے خاوند کے پاس تو بڑی امیدوں کے ساتھ وابستہ بھیجا ہوتا ہے اس صورت میں طلاق میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ یہ نامناسب بات ہے اور طلاق کے متعلق قرآن کریم میں اور احادیث میں بہت سی شرائط ہیں جن کو پورا کرنا ضروری ہے۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں: "مرد گھر کا کشتی بان ہوتا ہے، اگر وہ ڈوبے گا تو کشتی بھی ساتھ ہی ڈوبے گی اسی لیے کہا اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ اُس کی رستگاری کے ساتھ اس کے اہل و عیال کی رستگاری ہے"۔ (البدر، جلد ۳ نمبر ۲۷، بتاریخ ۱۶ جولائی ۱۹۰۴ء، صفحہ ۰) ۔ یہاں قوّامون کا غلط مطلب بعض مرد سمجھتے ہیں۔ قوّام کا مطلب غالب اور تشدد کرنے والا نہیں ہے۔ قوّام سے مطلب ہے سیدھا رکھنے والا، اپنی بیوی کو سیدھا رکھنا اور اس کی تربیت کرنا یہ مرد کا فرض ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو اپنے فرائض سے غفلت کرنے والا بنے گا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "اس کی رستگاری کے ساتھ اس کے اہل کی رستگاری ہے"۔ اگر وہ بد باتوں سے آزاد رہنا چاہتا ہے، غلط باتوں سے آزاد رہنا چاہتا ہے تو خود صاف بنے تو بیوی بھی صاف ہی بنے گی۔

اسی بات کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں "مرد چونکہ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ کا مصداق ہے اس لئے اگر وہ لعنت لیتا ہے تو وہ لعنت بیوی بچوں کو بھی دیتا ہے۔ اور اگر برکت پاتا ہے تو ہمسایوں اور شہر والوں تک کو بھی دیتا ہے"۔ (الحکم جلد ۲ نمبر ۱۹ بتاریخ ۲۴ مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "انسان کو چاہئے کہ عورتوں کے دل میں یہ

تبلیغ دین و نشرِ ہدایت کے کام پر ...... مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

بات جمادے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین کے خلاف ہو کبھی بھی پسند نہیں کر سکتا اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اس کی کسی غلطی پر چشم پوشی نہیں کر سکتا"۔ (ملفوظات جلد اول ، جدید ایڈیشن، صفحہ ۴۴۰)

اب یہ ایک ایسا حکم ہے جس کو عموماً نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ بعض لوگ عورتوں پر ایسا رنجھتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ آزادی کا ان کا حق یہ ہے کہ ان کو دین کے معاملات میں کھلی چھٹی دے دی جائے اور بہت سے افسروں میں یہ عادت ہے کہ اپنی بیویوں کو بے پردہ مجالس میں لے کے جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ہم نے بیوی پر بڑا احسان کیا ہے کہ اس کو کھلی رخصت دے دی ہے۔ یہ ناجائز حرکت ہے اور بیوی پر خوب کھول دینا چاہئے کہ دین کے معاملہ میں میں ہرگز نرمی نہیں کروں گا لیکن دنیاوی معاملات میں ہر آسودگی دوں گا، ہر آسائش مہیا کروں گا اس لئے یہ نہ سمجھنا کہ میں دنیاوی لحاظ سے چشم پوشی نہیں کر سکتا وہ میں کر تا ہوں گا مگر دین کے معاملے میں سمجھ لو کہ دین کی حدود سے تجاوز کرنے کی اجازت میں تمہیں نہیں دے سکتا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک مکتوب میں جو میاں عبداللہ سنوری صاحبؓ کے نام ایک خط تھا اس کا ایک اقتباس ہے "عورتوں کے لئے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی تو خدا ان کو ہر بلا سے بچاوے گا اور ان کی اولاد عمر والی ہو گی اور نیک بخت ہو گی"۔(مکتوبات احمد جلد ۵ نمبر ۵ صفحہ ۲۰۷)

پھر ملفوظات میں درج ہے:"اگرچہ آنحضرت ﷺ کی بیویوں سے بڑھ کر کوئی نہیں ہو سکتا مگر تاہم آپ کی بیویاں سب کام کر لیا کرتی تھیں۔ جھاڑو بھی دے لیا کرتی تھیں اور ساتھ اس کے عبادت بھی کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک بیوی نے اپنی حفاظت کے واسطے ایک رسہ لٹکار کھا تھا کہ عبادت میں اونگھ نہ آجائے۔ عورتوں کے لئے ایک ٹکڑا عبادت کا خاوندوں کا حق ادا کرنا ہے اور ایک ٹکڑا عبادت کا خدا کا شکر بجالانا ہے"۔(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۵۳)

پھر فرماتے ہیں "عورتوں میں ایک خراب عادت یہ بھی ہے کہ وہ بات بات میں مردوں کی نافرمانی کرتی ہیں اور ان کی اجازت کے بغیر ان کا مال خرچ کر دیتی ہیں اور ناراض ہونے کی حالت میں بہت کچھ برا بھلا ان کے حق میں کہہ دیتی ہیں۔ ایسی عورتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک لعنتی ہیں"۔

اب یہ جو "لعنتی" فرمایا ہے بہت سخت لفظ ہے مگر حقیقت میں اگر کسی گھر کا حال کسی کو معلوم ہو اور بہت سے لوگوں کو بعض دفعہ ہمسایوں اور دوسروں کے گھروں کی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں تو بعض عورتیں جسے پنجابی میں "کپتی" کہتے ہیں فطرتاً کپتی ہوتی ہیں اور نافرمانی کرنا بات بات پر، بات بات پر بگڑنا اور گالیاں شروع کر دینا یہ ان کا شیوہ ہوتا ہے۔ بعض مردوں کے متعلق میں جانتا ہوں کہ اسی قسم کی عورتوں کے تابع انہوں نے ساری عمر بہت ہی گندی حالت میں بسر کی لیکن اپنی مردانگی کے حقوق ادا نہ کر سکے۔ اگر وہ شروع سے ہی عورت کو سمجھا دیتے تو کبھی ہو نہیں سکتا تھا کہ عورت اس قسم کی حرکت کرتی۔ اس کا نام لینا مناسب نہیں وہ بھی فوت ہو گئے، ان کی بیوی بھی فوت ہو گئیں اللہ انہیں جنت بخشے اور معاف فرمائے لیکن عورت کے ساتھ شروع ہی سے یہ بات خوب کھول دینی چاہئے کہ جو اصولی باتیں ہیں ان کو میں قربان نہیں کروں گا۔ کمزوریاں ہیں بہت سی تمہارے اندر، ہونگی ان میں مَیں صبر سے کام لوں گا لیکن یہ شروع میں ہی سمجھانے کا وقت ہوا کرتا ہے۔

ایک امریکن کہانی میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں مگر وہ ایسی ہے کہ اس موقع پر پھر یاد آجاتی ہے۔ ایک مرد کی بیوی بڑی سخت مزاج تھی اور بہت ہی اس کو دبا کر رکھا ہوا تھا۔ ایک دوسرا شخص تھا اس کی بیوی بہت ہی مطیع اور فرمانبردار تھی اور ہر بات میں فوراً کہا مانتی تھی۔ تو اس کے دوست نے اس سے پوچھا کہ مجھے بھی یہ راز بتاؤ آخر تمہاری بیوی کیوں اتنی فرمانبردار ہے، میری کیوں اتنی سختی کرتی ہے۔ اس نے کہا وقت گزر گیا اب نہیں کچھ ہو سکتا۔ جو پہلے دن ہونا تھا ہو گیا۔ اس نے کہا پھر بھی بتاؤ تو سہی۔ اس نے کہا بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں رواج تھا کہ بیوی کو گھوڑے پر بٹھا کر یا گھوڑی پر بٹھا کر اپنے پیچھے بٹھا کر لے جایا جاتا تھا۔ وہ کہتا ہے مَیں نے جان بوجھ کر وہ گھوڑی چنی جو ٹھوکر کھاتی تھی۔ اس کو کہتے ہیں ناخن لینا، تو وہ ناخن لیتی تھی۔ تو ایک دفعہ اس نے ناخن لیا تو میں نے کہا "That is once" ایک دفعہ ہو گیا بس۔ اب وہ عادت تھی بیچاری کو اس نے دوبارہ ناخن لیا۔ اس نے کہا "That is twice" اور جب تیسری دفعہ ناخن لیا تو بیوی کو میں نے کہا اترو۔ ہم دونوں اترے میں نے گھوڑی کو باندھا ایک جگہ اور شوٹ (Shoot) کر دیا۔ اس پر بیوی آگ بگولا ہو گئی، اتنی گالیاں مجھے دیں۔ اس نے کہا ابھی مجھے واپس لے جاؤ میں تو تمہارے ساتھ بس سکتی ہی نہیں، اتنے ظالم سفاک آدمی ہو۔ جب وہ بات ختم کر چکی تو میں نے کہا "That is once" ایک دفعہ ہو گیا بس۔ پھر اس کے بعد آج تک "That is twice" نہیں ہوا۔ تو تم نے اگر یہ کام سیکھنا تھا تو پہلے دن سیکھنا تھا اب نہیں ہو سکتا۔ تو ایسی عورتوں کا علاج بھی "That is once" ہی ہے۔

حضورؑ فرماتے ہیں: "وہ لعنتی ہیں"۔ یہ اس لحاظ سے لعنتی لفظ بہت سخت ہے مگر بالکل صحیح چسپاں ہوتا ہے۔ "ان کا نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہیں۔ اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہو سکتی جب تک پوری پوری خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے اور دلی محبت سے اس کی تعظیم نہ بجالائے اور پس پشت اس کے لئے اس کی خیر خواہ نہ ہو"۔ (ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ ۴۷، ۴۸)۔ یہ پس پشت کی جو خیر خواہی ہے یہ بہت ہی اہم ہے اور اس کو نظر انداز کرنے کے نتیجے میں بہت اولادیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ مجھے ایک دفعہ اس بات کا شوق پیدا ہوا پتہ کریں کہ بڑے بڑے مخلص لوگوں کی اولادیں جو پھر گئیں یا مرتد ہو گئیں یعنی ضائع ہو گئیں کیا وجہ تھی۔ تو پشاور، صوبہ سرحد میں بھی میں نے تحقیق کی، بنگال جا کے بھی تحقیق کی تو ہر صورت میں یہ پتہ چلا کہ خاوند جب باہر ہوتا تھا تو بیوی اپنے بچوں کے کان بھرتی تھی اور خاوند کے خلاف کرتی رہتی تھی۔

تو غیر حاضری میں خاوند کے حقوق ادا کرنا بہت ہی ضروری ہے اور اگر غیر حاضری میں اس کے خلاف بچوں کے کان میں بری باتیں پھونکی جائیں گی تو وہ بچے باپ کے تو بہر حال نہیں بنیں گے مگر اکثر ماں کے بھی نہیں بنتے، کسی کے بھی نہیں رہتے۔ وہ یونہی ایک ایسے جہاز کی طرح جس کا کوئی سہارا نہ ہو موڑنے کی کوئی چیز نہ ہو وہ طوفانی موجوں میں جو گناہ کی طوفانی موجیں ہیں ان میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے بھی بہت زور دیا اور اسی زور کے نتیجے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زور دیا ہے کہ خاوند کی غیر موجودگی میں کوئی ایسی بات نہ کرو جس سے تمہاری اولاد تباہ ہو جائے۔

پھر بعض دفعہ کہتے ہیں عورتوں سے تو کوئی پردہ نہیں۔ ہر قسم کی عورت گھر میں آسکتی ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں بہت ہی اہم تاکید کرتے ہیں "عورتوں پر بھی لازم ہے کہ بدکار اور بد وضع عورتوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں اور نہ ان کو اپنی خدمت میں رکھیں"۔ بدکار نوکرانیاں اپنی خدمت میں نہ رکھیں ورنہ اس کے بہت برے نتائج نکل سکتے ہیں تو وہ بعد میں اس وقت پچھتائیں گی جب وقت ہاتھ سے نکل چکا ہو گا۔ "کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو"۔ (ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ ۴۷، ۴۸)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مرد کے فطری قویٰ کی مضبوطی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "مرد کو بہ نسبت عورت کے فطرتی قویٰ زبردست دیئے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے مرد عورت پر حکومت کرتا چلا آیا ہے"۔ اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ ہر جگہ دنیا میں مردوں کو عورتوں پر فوقیت حاصل ہے۔ وہ حکومت کرتا چلا آیا ہے کیونکہ قویٰ مضبوط ہیں اور محنت کے کام کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ان کو ایسے قویٰ بخشے ہیں کہ وہ بہت زیادہ محنت کر سکتے ہیں بہ نسبت عورتوں کے جو نسبتاً نازک اندام ہوتی ہیں۔

"قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ اگر مرد اپنی عورت کو مروّت اور احسان کی رُو سے ایک پہاڑ سونے کا بھی دے تو طلاق کی حالت میں واپس نہ لے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلام میں عورتوں کی کس قدر عزّت کی گئی ہے۔ ایک طور سے تو مردوں کو عورتوں کا نوکر ٹھہرایا گیا ہے۔ اور بہر حال مردوں کے لئے قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی تم اپنی عورتوں سے ایسے حسن سلوک سے معاشرت کرو کہ ہر ایک عقلمند معلوم کر سکے کہ تم اپنی بیوی سے احسان اور مروّت سے پیش آتے ہو"۔(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳، صفحہ ۲۸۸)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "ہمیں جو کچھ خدا تعالیٰ سے معلوم ہوا ہے وہ بلا کسی رعایت کے بیان کرتے ہیں۔ قرآن شریف کا منشا زیادہ بیویوں کی اجازت سے یہ ہے کہ تم کو اپنے نفوس کو تقویٰ پر قائم رکھنے اور دوسرے اغراض مثلاً اولاد صالحہ کے حاصل کرنے اور خویش و اقارب کی نگہداشت اور ان کے حقوق کی بجاآوری سے ثواب حاصل ہو۔ اور اپنی اغراض کے لحاظ سے اختیار دیا گیا ہے کہ ایک دو تین چار عورتوں تک نکاح کر لو لیکن اگر ان میں عدل نہ کر سکو تو پھر یہ فسق ہو گا۔ اور بجائے ثواب کے عذاب حاصل کرو گے کہ ایک گناہ سے نفرت کی وجہ سے دوسرے گناہوں پر آمادہ ہوئے۔ دل دُکھانا بڑا گناہ ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بڑے نازک ہوتے ہیں۔ جب والدین اُن کو اپنے سے جدا اور دوسرے کے حوالہ کرتے ہیں تو خیال کرو کہ کیا امیدیں اُن کے دلوں میں ہوتی ہیں اور جن کا اندازہ انسان عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کے حکم سے ہی کر سکتا ہے۔ اگر انسان کا سلوک اپنی بیوی سے عمدہ ہو اور اسے ضرورتِ شرعی پیدا ہو جاوے تو اس کی بیوی اس کے دوسرے نکاحوں سے ناراض نہیں ہوتی۔ ہم نے اپنے گھر میں کئی دفعہ دیکھا ہے کہ وہ ہمارے نکاح والی پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے رو رو کر دعائیں کرتی ہیں"۔ تو حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گواہی ہے کہ لوگ تو پسند نہیں کرتے کہ اپنے اوپر سوکن آئے لیکن حضرت مسیح موعود کو جانتی تھیں کہ آپ کی بنا تقویٰ پر ہے اس لئے آپ رو رو کر دعائیں کرتی

ارشادِ نبویؐ

خَیرُ الزَّادِ التَّقویٰ

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دُعا:-

آٹو ٹریڈرز

Auto Traders

16 مینگو لین کلکتہ 700001

دکان- 248-1652, 248-5222

رہائش- 243-0794, 27-0471

تھیں کہ اللہ کرے کہ یہ سوکن جس کا آنا الٰہی طور پر مقدر کیا گیا ہے وہ میرے گھر میں آجائے۔" اصل بات یہ ہے کہ بیویوں کی ناراضگی کا باعث خاوند کی نفسانیت ہوا کرتی ہے اور اگر اُن کو اس بات کا علم ہو کہ ہمارا خاوند صحیح اغراض اور تقویٰ کے اصول پر دوسری بیوی کرنا چاہتا ہے تو پھر وہ کبھی ناراض نہیں ہوتیں۔ فساد کی بنا تقویٰ کی خلاف ورزی ہوا کرتی ہے"۔(ملفوظات، جلد ۷، صفحہ ۶۴،۶۵)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پرہیزگاری کے لئے عورتوں کو پرہیزگاری سکھاویں ورنہ وہ گنہگار ہوں گے اور جبکہ اس کی عورت سامنے ہو کر بتلا سکتی ہے کہ تجھ میں فلاں فلاں عیب ہیں، پھر عورت خدا سے کیا ڈرے گی۔ جب تقویٰ نہ ہو تو ایسی حالت میں اولاد بھی پلید ہو جاتی ہے۔ اولاد کا طیّب ہونا تو طیبات کا سلسلہ چاہتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر اولاد خراب ہوتی ہے۔ اس لئے چاہئے کہ سب توبہ کریں اور عورتوں کو اپنا اچھا نمونہ دکھلاویں۔ عورت خاوند کی جاسوس ہوتی ہے۔ وہ اپنی بدیاں اس سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ نیز عورتیں چھپی ہوئی دانا ہوتی ہیں"۔ "یہ خیال غلط ہے کہ عورتیں بے وقوف ہیں، ان کو پتہ نہیں چلتا۔" "یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ احمق ہیں وہ اندر ہی اندر تمہارے سب اثروں کو حاصل کرتی ہیں۔ جب خاوند سیدھے راستہ پر ہوگا تو وہ اس سے ڈریں گی اور خدا سے بھی۔ سب انبیاء، اولیاء کی عورتیں نیک تھیں اس لئے کہ ان پر نیک اثر پڑتے تھے"۔ بعض استثناء قرآن میں درج ہیں ان کو چھوڑ کر یہ ایسا اصول ہے جو اطلاق پاتا ہے۔ "جب مرد بدکار اور فاسق ہوتے ہیں تو ان کی عورتیں بھی ویسی ہی ہو جاتی ہیں۔ ایک چور کی بیوی کو یہ خیال کب ہو سکتا ہے کہ میں تہجد پڑھوں۔ خاوند تو چوری کرنے جاتا ہے تو کیا وہ پیچھے تہجد پڑھتی ہے؟"۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ "اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ اسی لئے کہا ہے کہ عورتیں خاوندوں سے متاثر ہوتی ہیں"۔ یہاں قوّام کا جو حقیقی معنی ہے کہ متاثر کرنے والا یہ بیان فرمایا ہے۔ "جس حد تک خاوند صلاحیت اور تقویٰ بڑھاوے گا کچھ حصہ اس سے عورتیں ضرور لیں گی۔ ویسے ہی اگر وہ بدمعاش ہوگا تو بدمعاشی سے وہ حصہ لیں گی"۔(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۱۷،۲۱۸)

"اگر تم اپنی اصلاح چاہتے ہو تو یہ بھی لازمی امر ہے کہ گھر کی عورتوں کی اصلاح کرو۔ عورتوں میں بت پرستی کی جڑ ہے کیونکہ ان کی طبائع کا میلان زینت پرستی کی طرف ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بت پرستی کی ابتداء انہی سے ہوئی ہے"۔ یہ بھی بڑا گہرا عارفانہ کلام ہے کہ عورتوں سے بت پرستی کا آغاز ہوا ہے کیونکہ زینت پرستی کی طرف مائل ہیں اور اسی کے نتیجہ میں پھر بالآخر بت پرستی کی طرف رجحان ہو جاتا ہے"۔

آخری اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ہے جو ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۳۳ سے لیا گیا ہے۔ "اس وقت جو نئی روشنی کے لوگ مساوات پر زور دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہیں ان کی عقلوں پر تعجب آتا ہے۔ وہ ذرا مردوں کی جگہ عورتوں کی فوجیں بنا کر جنگوں میں بھیج کر دیکھیں تو سہی کہ کیا نتیجہ مساوی نکلتا ہے یا مختلف؟ ایک طرف تو اسے حمل ہے اور ایک طرف جنگ ہے وہ کیا کر سکے گی؟ غرضیکہ عورتوں میں مردوں کی نسبت قویٰ کمزور ہیں اور کم بھی ہیں اس لئے مرد کو چاہئے کہ عورت کو اپنے ماتحت رکھے"۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۳۲،۱۳۳)

اس ضمن میں جو عورتوں کی آزادی کی موومنٹس (Movements) ہیں ان کی طرف سے کئی سوالوں کی مجلس میں جب مجھ سے سوال ہوتا ہے تو میں ان کو سمجھاتا ہوں کہ یہ ایک فطری تقاضا ہے کہ مرد زیادہ طاقتور ہے اور عورت کمزور ہے۔ عورت نازک ہے اور مرد کی سکینت اور عورت کی سکینت دونوں کے لئے یہ بات ضروری تھی تو برابری تم کیسے مانو گی۔ کیا کبھی باکسنگ (Boxing) میں بھی برابری ہو سکتی ہے کہ ایک طرف عورت ہو اور دوسری طرف مرد باکسر ہو؟ کیا دوڑوں میں بھی تم برابری رکھتے ہو مردوں اور عورتوں کی دوڑیں اکٹھی کرواتے ہو؟ کیا دوسری کھیلوں میں عورتوں اور مردوں کی کھیلیں الگ الگ نہیں ہوتیں؟ تو دل سے تسلیم کرتے ہو کہ مردوں کو خدا نے مضبوط قویٰ دیئے ہیں اور عورتیں ہر چیز میں محض فرضی طور پر برابری نہیں کر سکتیں تو جب تم تقسیم کر رہے ہو تو پھر خدا تعالیٰ کی اس بات کو ماننے میں تمہیں کیا حرج ہے کہ عورتوں اور مردوں کے قویٰ کا فرق ہے اور اس پہلو سے مناسب حال ذمہ داریاں ان کو سپرد کرنی چاہئیں۔

اب حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کو حضرت ام المومنینؓ نے جو نصائح فرمائی تھیں ان میں سے کچھ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے الفاظ میں میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ "مجھے جو شادی کے ایام میں آپ نے چند نصائح کی تھیں وہ بھی تحریر کر دینا میرے خیال میں مفید ہوگا۔ فرمایا اپنے شوہر سے پوشیدہ کوئی کام جس کو ان سے چھپانے کی ضرورت سمجھو ہرگز کبھی نہیں کرنا"۔ اگر کوئی کام چھپانے کی ضرورت ہے تو نہ کرو وہی پہچان ہے اس بات کی کہ یہ ناجائز بات ہے۔ "شوہر نہ دیکھے مگر خدا تو دیکھتا ہے اور بات آخر ظاہر ہو کر عورت کی وقعت کو کھو دیتی ہے۔ اگر کوئی کام ان کی مرضی کے خلاف سرزد ہو جائے تو ہرگز کبھی نہ چھپانا، صاف کہہ دینا کیونکہ اس میں عزت ہے اور چھپانے میں آخر بے عزتی اور بے وقری کا سامنا ہے"۔

"کبھی ان کے غصے کے وقت نہ بولنا"۔ اس سے پہلے جو ذکر ہے ناکہ عورتیں غصہ کے وقت میں کہہ دیتی ہیں، ہم پر کوئی احسان نہیں کیا اور ساری عمر ظلم کیا ہے۔ یہ غصے کی حالت میں بولنے کا نتیجہ ہے۔ تو اس بدی سے بچنے کا بہترین ذریعہ حضرت اماں جانؓ یہ بیان کرتی ہیں۔ "کبھی ان کے غصے کے وقت نہ بولنا۔ تم پر یا کسی نوکر یا بچے پر خفا ہوں اور تم کو علم ہو کہ اس وقت یہ حق پر نہیں ہیں جب بھی اس وقت نہ بولنا۔ غصہ تھم جانے پر پھر آہستگی سے حق بات اور ان کا غلطی پر ہونا ان کو سمجھا دینا۔ غصے میں مرد سے بحث کرنے والی عورت کی عزت باقی نہیں رہتی۔ اگر غصہ میں کچھ سخت کہہ دیں تو کتنی ہتک کا موجب ہو۔ ان کے عزیزوں کو، عزیزوں کی اولاد کو اپنا جاننا۔ کسی کی برائی نہ سوچنا خواہ تم سے کوئی برائی کرے۔ تم دل میں بھی سب کا بھلا ہی چاہنا اور عمل سے بھی بدی کا بدلہ نہ کرنا۔ دیکھنا پھر ہمیشہ خدا تمہارا ہی بھلا کرے گا"۔

فرمایا "میں نے ہمیشہ تمہارے سوتیلے بھائیوں کے لئے بھی دعائیں کی ہیں اور ان کا بھلا ہی خدا سے چاہا ہے۔ کبھی اپنے دل میں ان کو غیر نہیں جانا خواہ حالات کے سبب وہ الگ رہے میرا دل ہمیشہ ان کا خیر خواہ رہا ہے"۔ پھر فرماتی ہیں "وہابی ہونے کے سبب سے صرف والد (حضرت نانا جانؓ) موافق تھے اور سب کنبہ بے حد خلاف تھا"۔ حضرت اماں جان یہ بیان کر رہی ہیں کہ صرف والد (یعنی نانا جان) موافق تھے اور سب کنبہ بے حد خلاف تھا۔ "ہماری دادی تو بہت روتی تھیں کہ کہاں لڑکی کو جھونک رہے ہو۔ فرماتی ہیں۔ "ایک بار خود میں نے سنا کہ ابا اماں کے خلاف باتوں اور رونے دھونے کے جواب میں کہہ رہے تھے کہ ایسا داماد تو ساری دنیا میں چراغ لے کر ڈھونڈو گی تو بھی نہ ملے گا"۔(سیرت حضرت سیدۃ النساء، نصرت جہاں بیگم صاحبہ حصہ دوم صفحہ ۱۶۷،۱۶۸)

یہ حضرت نانا جان نے اپنی بیگم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کہا تھا اور واقعی کتنی سچی بات تھی کہ "ایسا داماد تو چراغ لے کر ڈھونڈو گی تو بھی نہ ملے گا"۔

❀❀❀❀......✿✿✿✿

تزئین بہشتی مقبرہ قادیان

تزئین بہشتی مقبرہ کیلئے صدر انجمن احمدیہ قادیان نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے مشروط بآمد بجٹ رکھا ہوا ہے۔ اِس مد میں ادا ہونے والی رقوم سے بہشتی مقبرہ کے گیٹ۔ فوارہ اور شاہ نشین کے رنگ و روغن، بہشتی مقبرہ کی زیبائش و آرائش کے تعلق سے مختلف پودے اور بہشتی مقبرہ کے وسیع احاطہ و قبور کی صفائی کروائی جاتی ہے۔ اِس بجٹ سے بہشتی مقبرہ کی سڑکوں کو پختہ کئے جانے کا منصوبہ زیر غور ہے جس کیلئے کافی اخراجات کی ضرورت ہے۔

بہشتی مقبرہ قادیان کا قیام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الہام الٰہی کے تحت اپنے دستِ مبارک سے فرمایا تھا۔ اِس کی زیبائش و آرائش کا ہر طرح خیال رکھنا احباب جماعت کا فرض ہے۔ لہٰذا احباب کرام کی خدمت میں اِس مد ''تزئین بہشتی مقبرہ'' میں زیادہ سے زیادہ رقوم ادا کرنے کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس کارِ خیر میں حصہ لیکر ثواب کا مستحق بنائے۔

آمین (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

GUARANTEED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
SONIKYA
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

اسلام میں خدا کا تصوّر

از محترم ڈاکٹر صالح محمد الہ دین صاحب سکندر آباد

الحمد للہ یہ محض اللہ کا احسان ہے کہ وہ اس عظیم روحانی اجتماع میں اس احقر کو اللہ تعالیٰ کی بابرکت ذات کے بارے میں بیان کرنے کا موقعہ دے رہا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

خاکسار کی تقریر کا عنوان ہے ''اسلام میں خدا کا تصور''

اللہ تعالیٰ کی بنیادی صفات

اللہ تعالیٰ سورۃ فاتحہ میں فرماتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۔ اللہ خدا کا ذاتی نام ہے۔ الحمد للہ یعنی سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔ اللہ وہ ذات ہے جس میں ہر خوبی اپنے پورے کمال کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ وہ رب العلمین ہے یعنی تمام جہانوں کا رب ہے ساری کائنات کا رب ہے۔ ''الرب'' کے معنے ہیں کسی چیز کو پیدا کر کے درجہ بدرجہ کمال کو پہنچانے والا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا اور ان کو ترقیات دینے والا ہے۔ وہ نہ صرف جسمانی پرورش کرتا ہے بلکہ روحانی پرورش بھی کرتا ہے اور انسان کی روحانی ترقیات کیلئے وہ اپنے رسولوں کو بھیجتا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی دوسری صفت جو سورۃ فاتحہ میں بیان ہوئی ہے وہ ''الرحمٰن'' ہے۔ یعنی وہ بے حد کرم کرنے والا ہے۔ وہ بغیر مانگے دینے والا ہے۔ سورج، چاند، ستارے، ہوا، پانی، آگ وغیرہ سب کچھ ہمیں بغیر مانگے دیئے ہیں۔ وہ رحمٰن خدا ہی ہے جس نے قرآن سکھایا۔ انسان کو پیدا کیا اور اس کو بیان کرنے کی قوت دی۔ اللہ تعالیٰ کی تیسری صفت جو سورۃ فاتحہ میں بیان ہوئی ہے وہ ''الرحیم'' ہے یعنی وہ بار بار رحم کرنے والا ہے۔ ہمارے اعمال کے بعد رحمت کے ساتھ جزا دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی چوتھی صفت جو بیان ہوئی ہے وہ ''مالک یوم الدین'' ہے یعنی جزا سزا کے دن کا صرف وہی مالک ہے۔ اچھے کام کرنے پر وہ انعام دیتا ہے اور برے کام کرنے پر وہ سزا دیتا ہے۔ وہ ہر بُرے کام کی سزا دینے پر مجبور نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مالک ہے اور اسے اختیار ہے کہ چاہے تو چھوڑ دے اور چاہے تو پکڑے۔ یہ چار صفات جو سورۃ فاتحہ میں بیان ہوئی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی چار بنیادی صفات ہیں انشاء اللہ ان کی مزید وضاحت پیش کرونگا۔

توحید کامل

الحمد للہ کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے کامل توحید کی تعلیم دی ہے سورۃ اخلاص میں توحید کے متعلق جو اسلام کا عقیدہ ہے۔ اس کو کھول کر اس طرح بیان کیا ہے:-

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ

یعنی کہہ وہ اللہ ایک ہے۔ وہ بے نیاز ہے اور بے احتیاج ہے سب اس کے محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے۔ اس کا کوئی بھی ہمسر نہیں ہے یعنی اس کے برابر کا مرتبہ رکھنے والا کوئی نہیں ہے۔ اس کی صفات میں اس کا کوئی بھی شریک کار نہیں۔

جب ہم دوسرے مذاہب پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ نظر آتا ہے کہ دوسرے مذاہب کے لوگ خدا کی خدائی میں دوسروں کو بھی شریک کر لیتے ہیں۔ عموماً ہندو لوگ اپنے دیوتاؤں کو خدا کی ربوبیت میں شریک سمجھتے ہیں۔ نیز حضرت رام چندر علیہ السلام اور حضرت کرشن علیہ السلام کو انسان کے روپ میں ظاہر ہونے والے خدا سمجھتے ہیں۔ آریہ سماج والوں کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ روحوں کا پیدا کرنے والا نہیں ہے۔ روحیں بھی خدا تعالیٰ کی طرح پہلے سے ہیں۔ عیسائیت کی رو سے خدا کا بیٹا اور روح القدس بھی خدائیت میں شریک ہیں۔ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیا حالانکہ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے آپ کو ایک مسکین قرار دیتے ہیں جن کو خدا نے بھیجا۔ بدھ مذہب والوں نے مہاتما بدھ علیہ السلام کو خدا ٹھہرایا۔

یہاں پر یہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے سب سے بڑے سائنسدان Sir Isaac Newton کو عیسائیت کا تثلیث کا عقیدہ قابل قبول نہ تھا ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پرستش کرنا شرک اور گناہ تھا۔ وہ کئی سال تک Fellow of the College of the Holy and Undivided Trinity Cambridge University کے عہدہ پر فائز رہے۔ ۱۶۷۵ء میں ان کو کہا گیا کہ یا تو وہ اپنے توحید کے عقیدہ کو چھوڑ دیں اور دوسرے عیسائیوں کی طرح تثلیث کے عقیدہ کو اختیار کریں یا اپنے عہدہ سے فارغ ہو جائیں۔ نیوٹن نے تثلیث کے عقیدہ کو اختیار کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے عہدہ کو اور اس کے ساتھ گرانقدر مالی فائدے کو چھوڑ دیا۔

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے کتاب Revelation, Rationality, Knowledge and Truth میں خدا کے بارہ میں نیوٹن کے عقیدہ کا ذکر فرمایا ہے بحوالہ R.C.Westfall کی کتاب The Life of Isaac Newton Cambridge University Press, 1993.

مذہب اسلام میں سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانیت کا بلند ترین مقام حاصل ہے لیکن اس کے باوجود اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ آپؐ ایک انسان ہیں خدا نہیں ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید رسول مقبول کو مخاطب کر کے فرماتا ہے، قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰـھُکُمْ اِلٰـہٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا (الکھف آیۃ ۱۱۱) یعنی تو انہیں کہہ کہ میں صرف تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں۔ فرق صرف یہ ہے کہ میری طرف یہ وحی نازل کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی حقیقی معبود ہے۔ پس جو شخص اپنے رب سے ملنے کی امید رکھتا ہو اُسے چاہئے کہ نیک اور مناسب حال کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔

اسلام میں جو توحید کی تعلیم ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے احمدیہ مسلم جماعت کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب ''سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو، خواہ انسان ہو، خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر و فریب ہو منزّہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا، کوئی رازق نہ ماننا، کوئی مُعز اور مذل خیال نہ کرنا، کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا، اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا اپنا تذلل اسی سے خاص کرنا، اپنا خوف اسی سے خاص کرنا...'' (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۵۰)

نیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اسلام وہ مصفّٰی اور خالص توحید لے کر آیا تھا جس کا نمونہ اور نام و نشان بھی دوسرے ملتوں اور مذہبوں میں پایا نہیں جاتا۔ یہاں تک کہ میرا ایمان ہے کہ اگر چہ پہلی کتابوں میں بھی خدا کی توحید بیان کی گئی ہے اور کل انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض اور منشاء بھی توحید ہی کی اشاعت تھی لیکن جس اسلوب اور طرز پر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم توحید لے کر آئے اور جس نہج پر قرآن نے توحید کے مراتب کو کھول کھول کر بیان کیا ہے کسی اور کتاب میں اس کا پتہ نہیں ہے'' (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۵۴)

رب العلمین

اللہ تعالیٰ کی پہلی صفت جو سورۃ فاتحہ میں بیان ہوئی ہے وہ ''رب العلمین'' ہے یعنی وہ سب جہانوں کا رب ہے۔ سب قوموں کی جسمانی اور روحانی پرورش کرنے والا ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام نبی اور رسول انہیں کے خاندان سے آتے رہے ہیں اور انہیں کے خاندان میں خدا کی کتابیں اترتی رہی ہیں۔ اسی طرح آریہ صاحبان یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا کی وحی اور الہام کا سلسلہ آریہ ورت کی چار دیواری سے کبھی باہر نہیں گیا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب ''پیغام صلح'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''پس ان عقائد کے ردّ کے لئے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کو اسی آیت سے شروع کیا کہ الحمد للہ رب العلمین اور جابجا اس نے قرآن شریف میں صاف صاف بتلا دیا ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ کسی خاص قوم یا کسی خاص ملک میں خدا کے نبی آتے رہے ہیں۔ بلکہ خدا نے کسی قوم اور کسی ملک کو فراموش نہیں کیا۔ اور قرآن شریف میں طرح طرح کی

QURESHI ASSOCIATES
Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.
Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)
Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992
Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road
Daryaganj New Delhi-110002
(INDIA)

مثالوں میں بتلایا گیا ہے کہ جیسا کہ خدا ہر ایک ملک کے باشندوں کیلئے ان کے مناسب حال ان کی جسمانی تربیت کرتا آیا ہے ایسا ہی اس نے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم کو روحانی تربیت سے بھی فیض یاب کیا ہے۔ جیسا کہ وہ قرآن شریف میں ایک جگہ فرماتا ہے وَاِن من امة الا خلا فیها نذیر (فاطر:۲۵) کہ کوئی ایسی قوم نہیں جس میں کوئی نبی یا رسول نہیں بھیجا گیا۔

سو یہ بات بغیر کسی بحث کے قبول کرنے کے لائق ہے کہ وہ سچا اور کامل خدا جس پر ایمان لانا ہر ایک بندے کا فرض ہے وہ رب العلمین ہے اور اس کی ربوبیت کسی خاص قوم تک محدود نہیں۔ اور نہ کسی خاص زمانے تک اور نہ کسی ملک تک بلکہ وہ سب قوموں کا رب ہے اور تمام زمانوں کا رب ہے اور تمام مکانوں کا رب ہے اور تمام ملکوں کا وہی رب ہے۔ اور تمام فیوض کا وہی سرچشمہ ہے اور ہر ایک جسمانی اور روحانی طاقت اسی سے ہے اور اسی سے تمام موجودات پرورش پاتے ہیں اور ہر ایک وجود کا وہی سہارا ہے"۔

(پیغام صلح روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۴۴۲،۴۴۱)

اسلام ہمیں یہ بھی سکھاتا ہے کہ تمام رسول جو دنیا میں آئے ان کی بنیادی تعلیم ایک ہی تھی کہ ہم سب کا ایک ہی خدا ہے ہم اسی کی عبادت کریں چنانچہ قرآن مجید میں فرماتا ہے: وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (الانبیاء، آیت ۲۶)

یعنی اور ہم نے تجھ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے ہیں ہم ان میں سے ہر ایک کی طرف یہ وحی کرتے تھے کہ حقیقت یہ ہے کہ میں ایک ہی خدا ہوں پس صرف میری عبادت کرو۔

اسلام کی یہ تعلیم پیشوایان مذاہب کا احترام قائم کرتی ہے اور دنیا کے تمام لوگوں کو بھی بھائی بھائی بنا دیتی ہے۔

"رب العلمین" کے الفاظ میں بڑی وسعت پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف زمین پر بسنے والوں کا رب ہے بلکہ آسمانوں میں بسنے والوں کا بھی رب ہے۔ موجودہ زمانہ میں سائنس میں یہ نہایت دلچسپی کا مسئلہ ہے کہ ہماری زمین کے علاوہ آسمانی اجرام میں کہاں کہاں زندگی پائی جاتی ہے۔ کہاں کہاں آبادی ہے۔ سائنس کی ترقی سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ ہمارا سورج ایک سورج نہیں بلکہ بے شمار سورج کائنات میں ہیں۔ بہت دور ہونے کی وجہ سے وہ تارے نظر آتے ہیں ہمارے سورج کے اطراف سیارے (Planets) گھوم رہے ہیں جن میں ہماری زمین ایک ہے۔ اب ایسے تارے دریافت ہو چکے ہیں جن کے اطراف بھی سیارے گھوم رہے ہیں اور تحقیق کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ بات نہایت ہی ایمان افروز ہے کہ قرآن مجید میں آسمانی اجرام میں زندگی کے پائے جانے کا ذکر ملتا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے: وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ (الشوریٰ:۳۰)

یعنی آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور ان دونوں میں جو کچھ جاندار اس نے پھیلائے ہیں اس کے نشانوں میں سے ہے اور وہ جب چاہے ان کے جمع کرنے پر قادر ہے۔

قرآن مجید نازل ہو کر چودہ سو سال ہو چکے ہیں اس میں ایسی آیت کا پایا جانا قرآن مجید کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔ ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی کتاب Revelation, Rationality, Knowledge and Truth میں ایک بصیرت افروز باب قرآن مجید کی اس آیت کی روشنی میں تحریر فرمایا ہے اور حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب "اعجاز القرآن ماثبت القرآن" میں اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں قرآن مجید کی روشنی میں تحریر فرماتے ہیں: آسمانی اجرام میں آبادی ہے اور وہ لوگ بھی پابند خدا کی ہدایتوں کے ہیں۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد ۱۰ ص: ۳۷۵)

الغرض رب العلمین کے الفاظ میں بڑی وسعت پائی جاتی ہے جس کی طرف اسلام کی تعلیم میں اشارے پائے جاتے ہیں۔

الرحمٰن الرحیم

سورۃ فاتحہ میں رب العلمین کے بعد خدا تعالیٰ کی صفات الرحمٰن الرحیم بیان ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اسلام کی تعلیم میں رحمت کا پہلو غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (الاعراف:۱۵۷) یعنی میری رحمت ہر چیز پر چھا گئی ہے۔

عیسائیوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے گناہ کیا تھا اور ان کے گناہ کی وجہ سے ساری نسل آدم گنہگار قرار پائی۔ اور ہر پیدا ہونے والا بچہ آدم زاد ہونے کی وجہ سے گناہ سے ملوث ہوتا ہے کیونکہ وہ آدم کا وارث ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنا بیٹا دنیا میں بھیجا تا وہ بے گناہ ہونے کے باعث سب انسانوں کا گناہ اٹھالے اور انہوں نے صلیب پر اپنی جان دیکر سب انسانوں کا گناہ اٹھالیا۔ اسلام اس عقیدہ کی تردید کرتا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے: لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (بنی اسرائیل:۱۶) یعنی ایک کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر نہیں فوت ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا لیا اور وہ ہجرت کر کے ہندوستان تشریف لائے اور کشمیر میں ان کی قبر ہے۔

اسلام نے توبہ کے مسئلہ کو پیش کیا ہے کہ اگر کسی وقت انسان سے کوئی کمزوری سرزد ہو جائے تو ضروری نہیں کہ اس کی سزا ہی بھگتے بلکہ اگر اسے اپنی غلطی کا احساس ہو جائے اور آئندہ کیلئے وہ اپنی اصلاح کا اقرار کرے اور ایسی کمزوریوں سے بچنے کا تہیہ کرلے تو اس کی کمزوریوں کی بناء پر ترقیات کے جو دروازے بند ہو جاتے ہیں وہ پھر کھول دیئے جاتے ہیں اور انسان نیچے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر تفسیر سورۃ الکافرون)

قرآن مجید فرماتا ہے: وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ (ھود:۹۱) یعنی اور تم اپنے رب سے بخشش طلب کرو اور پھر اس کی طرف کامل رجوع اختیار کرو۔ میرا رب یقیناً بار بار رحم کرنے والا اور بہت ہی محبت کرنے والا ہے۔ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ (البروج) یعنی وہ بے انتہاء بخشنے والا اور بے انتہاء محبت کرنے والا ہے۔

اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ انسان خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ قرآن مجید فرماتا ہے قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (الزمر ۳۹:۵۴)

یعنی اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جان پر گناہ کر کے ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقیناً اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور محبت کو مختلف مثالوں کے ذریعہ سمجھایا ہے۔ ایک حدیث یہ ہے کہ:

"حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ قیدی لائے گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت قیدیوں میں ادھر ادھر دوڑ رہی ہے۔ گھبرائی ہوئی پھرتی ہے اور اپنے بچے کو تلاش کر رہی ہے۔ جب اسے اپنا بچہ مل گیا تو اسے اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا، دودھ پلایا اور بڑے اطمینان سے بیٹھ گئی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک سکتی ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ خدا کی قسم نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحمت اور شفقت کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ اس کے بندے دوزخ میں جائیں۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث ۵۳۷ اردو ترجمہ بحوالہ بخاری کتاب الادب)

ایک دوسری حدیث یہ ہے کہ: خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: اپنے بندے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوتا ہے کہ اتنی خوشی اس آدمی کو بھی نہیں ہوتی ہوگی جسے جنگل بیابان میں کھانے پینے سے لدا ہوا گمشدہ اونٹ مل جائے۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کو یہ حادثہ پیش آیا کہ جنگل بیابان میں اس کی اونٹنی گم ہو گئی۔ حالانکہ اس پر اس کا کھانا اور پانی سب سامان لدا ہوا تھا۔ وہ بہت گھبرایا اور ادھر ادھر تلاش سے ناامید ہو کر شدت غم کی وجہ سے ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا۔ اور اس گھبراہٹ میں اس کی آنکھ لگ گئی۔ اچانک اس کی آنکھ جو کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس کھڑی ہے۔ وہ خوشی سے اچھل پڑا، اونٹنی کی نکیل پکڑی اور اس خوشی کے عالم میں اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ اے میرے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب یعنی خوشی میں مدہوش ہو کر وہ الٹ کہہ گیا۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث ۷۹ بحوالہ بخاری کتاب الدعوات باب التوبۃ صفحہ ۲/۲۳۳ مسلم ۲۴۸/۳-۲)

یہ سوال کیا جاتا ہے کہ جب خدا تعالیٰ بے حد رحم کرنے والا ہے تو دنیا میں مصیبتیں کیوں آتی ہیں۔ ہندو مذہب میں اس کا جواب تناسخ کے عقیدہ سے دیا جاتا ہے اس عقیدہ کی رو سے انسان جو کچھ کرتا ہے اس کی جزا سزا اسی دنیا میں اگلے جنم میں مل جاتی ہے۔ انسان کی روح اپنے اعمال کے مطابق مختلف جنم اختیار کرتی جاتی ہے۔ اسلام کی تعلیم میں یہ

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎2370509

عقیدہ نہیں ہے۔ اسلام کی تعلیم کے مطابق انسان مرنے کے بعد پھر اٹھایا جائے گا۔ اس کی روح موت کے ساتھ فنا نہیں ہو گی لیکن اسی دنیا میں کسی دوسرے جسم میں داخل نہیں ہو گی۔ اسلام کی تعلیم کے مطابق جس نے اچھے اعمال کئے ہوں گے وہ جنت میں جائے گا اور اس کو اچھا اجر ملے گا۔ جس نے بُرے اعمال کئے ہونگے وہ دوزخ میں جائے گا اور اس کو سزا ملے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تناسخ کے عقیدے پر اپنی کتاب سرمہ چشم آریہ اور چشمۂ معرفت میں بحث فرمائی ہے۔ اور آپ نے اپنی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی میں موت کے بعد کی زندگی کے متعلق جو اسلامی تعلیم ہے اسے قرآن مجید کی روشنی میں بیان فرمایا ہے۔

اس دنیا میں مصیبتیں کیوں آتی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ وہ انسان کی آزمائش اور ترقی کا ذریعہ ہیں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: تبٰرک الّذی بیدہ المُلکُ وھو علٰی کلّ شیءٍ قدیر○ ن الّذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایّکم احسنُ عملاً وھو العزیزُ الغفور○ (الملک: ۳-۲)

یعنی بہت برکت والا ہے وہ خدا جس کے قبضہ میں بادشاہت ہے اور وہ ہر ایک ارادہ کو پورا کرنے پر قادر ہے اس نے موت اور زندگی کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے کون زیادہ اچھا عمل کرنے والا ہے اور وہ غالب اور بخشنے والا ہے۔

یہاں یہ بتلایا گیا ہے کہ موت اور زندگی ناکامی اور کامیابی غم اور خوشی انسان کی آزمائش کیلئے ہے۔ ایک اور جگہ قرآن مجید فرماتا ہے:

ولنبلونّکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثّمرات وبشّر الصّابرین الّذین اذا اصابتھم مّصیبۃٌ قالوا انّا للہ وانّا الیہ راجعون○ اولٰئک علیھم صلوٰتٌ من ربّھم ورحمۃٌ واولٰئک ھم المھتدون○ (البقرہ ۱۵۸-۱۵۶)

یعنی اور ہم تمہیں کسی قدر خوف اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی کے ذریعہ ضرور آزمائیں گے۔ اور اے رسول تو ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادے جن پر جب بھی کوئی مصیبت آئے گھبراتے نہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے برکتیں نازل ہوتی ہیں اور رحمت بھی۔ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اپنی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی میں مصیبتوں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کا ایک بڑا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ یہ بات بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کئی مصیبتیں انسان پر اس وجہ سے آتی ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی چیزوں کو غلط استعمال کر کے نقصان اُٹھاتا ہے مثلاً اگر صحت کا خیال نہ رکھے تو بیمار ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

وما اصابکم من مّصیبۃٍ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر○ (شوریٰ ۳۱: ۴۲)

یعنی اور جو تکلیف تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے عمل کا نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ تو تمہاری بہت سی غلطیوں کے بد نتائج کو مٹاتا رہتا ہے۔

یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ ایک بچہ کسی نقص کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اس میں اس بچہ کا کوئی قصور نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر وہ تکلیف جو انسان کو ایسے امور سے ملتی ہے جن میں ان کا اپنا دخل نہیں اس کا موازنہ کر لیا جائے گا اور انسان کی روحانی ترقیات کے وقت اس کو مدنظر رکھا جائے گا اور اس کا اس کو مناسب اجر ملے گا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

والوزن یومئذنِ الحق (الاعراف آیت ۹) یعنی اس جزائے عظیم کے وقت ان امور کو مدنظر رکھا جائے گا جو کسی انسان کی ترقی میں حائل تھے۔ اور جس میں اس کا کوئی دخل نہ تھا۔

اس موضوع پر تفصیل کیلئے دیکھیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب احمدیت حقیقی اسلام یا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب Revelation جس میں The Question of Suffering پر ایک باب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک پہلو یہ ہے کہ وہ دُعاؤں کو قبول کرتا ہے اور جواب بھی دیتا ہے۔ مصیبت کے وقت اپنے وفادار بندوں کو الہام کے ذریعہ تسلی دیتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

واذا سألک عبادی عنّی فانّی قریبٌ اُجیبُ دعوۃ الدّاع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلّھم یرشدون○ (البقرہ ۱۸۷)

یعنی اور اے رسول! جب میرے بندے میرے متعلق تجھ سے پوچھیں تو تو جواب دیدے کہ میں ان کے پاس ہی ہوں۔ جب دُعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دُعا قبول کرتا ہوں۔ سو چاہئے کہ وہ دُعا کرنے والے بھی میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔

نیز قرآن مجید فرماتا ہے:

انّ الّذین قالوا ربّنا اللہ ثمّ استقاموا تتنزّل علیھم الملٰئکۃ الّا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنّۃ الّتی کنتم توعدون○ نحن اولیاؤکم فی الحیوۃ الدّنیا وفی الاخرۃ
(حم السجدہ ۳۲،۳۱)

یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر مستقل مزاجی سے اس عقیدہ پر قائم ہوگئے ان پر فرشتے اتریں گے یہ کہتے ہوئے کہ ڈرو نہیں اور کسی پچھلی غلطی کا غم نہ کرو۔ اور اس جنت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی تمہارے دوست رہیں گے۔

قرآن مجید میں دو جنتوں کا ذکر ہے۔ دنیوی اور اخروی اس جگہ جنت سے ہر دو مراد لی جاسکتی ہیں۔ (تفسیر صغیر صفحہ ۶۳۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ السلام نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں سے کلام کرنے کا سلسلہ اب بھی جاری ہے قرآن شریف پر شریعت ختم ہوگئی مگر وحی ختم نہیں ہوئی۔ اپنے مشہور مضمون ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' میں آپ فرماتے ہیں:

''یہ بات بھی ہرگز صحیح نہیں ہے کہ خدا کا کلام کرنا آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گیا ہے۔ ہم اس کے کلام اور مخاطبت پر کسی زمانہ تک مہر نہیں لگاتے۔ بیشک وہ اب بھی ڈھونڈنے والوں کو الہامی چشمہ سے مالامال کرنے کو تیار ہے جیسا کہ پہلے تھا اور اب بھی اس کے فیضان کے ایسے دروازے کھلے ہیں جیسا کہ پہلے تھے۔ ہاں ضرورتوں کے ختم ہونے پر شریعتیں اور حدود ختم ہوگئیں اور تمام رسالتیں اور نبوتیں اپنے آخری نقطہ پر آکر جو ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تھا کمال کو پہنچ گئیں (اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۷،۳۶۶)

مالک یوم الدین

اللہ تعالیٰ کی چوتھی صفت جو سورۃ فاتحہ میں بیان کی گئی ہے وہ صفت ''مالک یوم الدین'' ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس تعلق میں اپنی تفسیر صغیر میں مندرجہ ذیل تفسیر بیان فرمائی ہے۔

''مالک یوم الدین: اللہ تعالیٰ جزا سزا کے وقت کا مالک ہے۔ ان معنوں کی روح سے اس آیت کی یہ تشریح ہوگی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا مالک ہے یعنی اس دن جزا سزا میں کسی اور کا دخل نہ ہوگا۔ بلکہ جزا سزا صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے گی۔ اس طرح دنیا اور اگلے جہان کے نتائج میں فرق بتایا ہے یعنی اس دنیا میں تو اچھے بُرے افعال کی جزا سزا انسانوں کے ذریعہ بھی ملتی ہے اور اس میں لوگوں سے غلطی بھی ہو جاتی ہے مگر قیامت کے دن صرف اللہ تعالیٰ ہی جزا سزا دے گا۔ اور یہ نا ممکن ہوگا کہ کسی پر ظلم ہو اور اسے بے گناہ سزا مل جائے یا جرم سے زیادہ سزا مل جائے۔ نیز مجرم کیلئے بھی نا ممکن ہوگا کہ جھوٹ فریب سے کام لے کر سزا سے محفوظ ہو جائے۔

نیز اس میں اس امر کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جزا سزا کے وقت صرف بطور ملک کے کام نہیں کریگا۔ ملک یعنی بادشاہ جب فیصلہ کرتا ہے تو اس کا کام صرف یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ انصاف کیا ہے کیونکہ جن امور کا فیصلہ وہ کرتا ہے وہ مدعی اور مدعا علیہ کے حقوق کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں اس لئے اسے یہ اختیار حاصل نہیں ہوتا کہ وہ کسی کو معاف کردے۔ لیکن اللہ تعالیٰ چونکہ بادشاہ ہی نہیں بلکہ مالک بھی ہے اسلئے اسے حق حاصل ہے کہ وہ اپنے حق میں سے جس قدر چاہے معاف کردے۔ اس مضمون سے ایک طرف تو امید کا ایک اہم پہلو پیدا کر دیا گیا ہے اور مایوسی سے انسان کو بچالیا گیا ہے۔ دوسری طرف انسان کو ہوشیار بھی کر دیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے رحم سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کا خیال دل میں نہ لانا کیونکہ مالک ہونے کے لحاظ سے جہاں وہ رحم کر سکتا ہے وہاں اپنی خلق کو گندہ دیکھنا بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ گویا امید اور خوف کے حالات کو یکساں پیدا کر کے انسان کو چستی اور ہمت پیدا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے''۔ (تفسیر صغیر)

مالک یوم الدین کے ایک یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ مذہب کے دن کا مالک ہے ان معنوں کے رو سے خدا تعالیٰ کی ملکیت اس دنیا پر نمایاں طور پر ماموروں اور مرسلوں کے زمانوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مامور کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا اظہار غیر معمولی طور پر ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے

وائیٹل روز کیپسول: مردانہ وجسمانی طاقت بڑھانے کیلئے بھروسے مند دوا۔
لیکونل کیپسول: لیکوریا عورتوں کی کمزوری دور کرنے کیلئے۔
تیار کردہ:
روز فارما
ہردو چھنی روڈ گورداسپور 143521
ROSE PHARMA

ذریعہ دنیا نے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے **زبردست** نشان دیکھے ہیں۔ حضرت مسیح **موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب **"حقیقۃ الوحی"** میں دو سو سے زائد نشانات کا **ذکر فرمایا** ہے اس میں سے ایک نشان جس کو پورا ہو کر اس سال ایک صدی پوری ہوتی **ہے اس کا** ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ یہ خطبہ الہامیہ کا نشان ہے۔ اور حقیقۃ الوحی میں یہ ۱۶۵واں **نشان** ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

"۱۶۵ نشان : ۱۱/اپریل ۱۹۰۰ء کو عیدالضحی کے دن صبح کے وقت مجھے الہام ہوا کہ آج تم عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی۔ اور نیز یہ الہام ہوا کَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَبٍّ کَرِیْمٍ یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے۔ چنانچہ اس الہام کو اسی وقت اخویم مولوی عبدالکریم صاحبؓ مرحوم اور اخویم مولوی نورالدین صاحب اور شیخ رحمۃ اللہ صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب اور ماسٹر شیر علی صاحب بی اے اور حافظ عبدالعلی صاحب اور بہت سے دوستوں کو اطلاع دی گئی۔ تب میں اس عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کیلئے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی۔ اور وہ فصیح تقریر عربی میں فی البدیہہ میرے منہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی اور میں نہیں خیال کر سکتا کہ ایسی تقریر جس کی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت و بلاغت کے ساتھ بغیر اس کے کہ اوّل کسی کاغذ میں قلم بند کی جائے کوئی شخص دنیا میں بغیر خاص الہام الٰہی کے بیان کر سکے۔ جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام "خطبہ الہامیہ" رکھا گیا لوگوں میں سنائی گئی اس وقت حاضرین کی تعداد شائد دو سو کے قریب ہو گی۔ سبحان اللہ ایک غیبی چشمہ کھل رہا تھا مجھے معلوم نہیں کہ میں بول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا خود بخود بنے بنائے فقرے میرے منہ سے نکلتے جاتے تھے۔ اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا۔ چنانچہ تمام فقرات چھپے ہوئے موجود ہیں جن کا نام خطبہ الہامیہ ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہو گا کہ کیا انسان کی طاقت میں ہے کہ اتنی لمبی تقریر بغیر سوچے اور فکر کے عربی زبان میں کھڑے ہو کر محض زبانی طور پر فی البدیہہ بیان کر سکے۔ یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا"۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۷۶،۳۷۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ قبولیت دُعا کے غیر معمولی عظیم الشان نشانات لوگوں نے دیکھے ہیں۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تصنیف "احمدیت حقیقی اسلام" میں بعض نشانات کا ذکر فرماتے ہیں۔ ان میں سے ایک بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔ جو ایک صاحب منشی عطا محمد کے متعلق ہے۔ مکرم عطا محمد صاحب بیان کرتے ہیں:

"جب میں غیر احمدی تھا اور "ونجواں" ضلع گورداسپور میں پٹواری ہوتا تھا تو قاضی نعمت اللہ صاحب خطیب بٹالوی جن کے ساتھ میرا ملنا جلنا تھا مجھے حضرت صاحب کے متعلق بہت تبلیغ کیا کرتے تھے۔ مگر میں پرواہ نہیں کرتا تھا۔ ایک دن انہوں نے مجھے بہت تنگ کیا میں نے کہا بہت اچھا میں تمہارے مرزا کو خط لکھ کر ایک بات کے متعلق دُعا کرواتا ہوں اگر وہ کام ہو گیا تو میں سمجھ لونگا کہ وہ سچے ہیں۔

چنانچہ میں نے حضرت صاحب کو خط لکھا کہ آپ مسیح موعود اور ولی اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں اور ولیوں کی دُعائیں سنی جاتی ہیں۔ آپ میرے لئے دُعا کریں کہ خدا مجھے خوبصورت صاحب اقبال لڑکا جس بیوی سے میں چاہوں عطا کرے۔ اور نیچے میں نے لکھ دیا کہ میری تین بیویاں ہیں مگر کئی سال ہو گئے آج تک کسی کی اولاد نہیں ہوئی۔ میں چاہتا ہوں کہ میری بڑی بیوی کے بطن سے لڑکا ہو۔ (ان کا منشاء یہ تھا کہ چونکہ وہ زیادہ عمر رسیدہ تھی اسلئے اس کے ہاں لڑکا ہونا اور بھی مشکل ہو گا) حضرت صاحب کی طرف سے مجھے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط آ گیا۔ (مولوی صاحب جو جماعت احمدیہ کے عمائد میں سے تھے حضرت کے صیغہ ڈاک کے افسر تھے) کہ مولی کہ حضور دُعا کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو فرزند ارجمند صاحب اقبال خوبصورت لڑکا جس بیوی سے آپ چاہتے ہیں عطا کریگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ آپ زکریا والی توبہ کریں۔ منشی عطا محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ان دنوں سخت بے دین اور شرابی کبابی راشی مرتشی ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے مسجد میں جا کر ملاں سے پوچھا کہ زکریا والی توبہ کیسی تھی؟ تو لوگوں نے تعجب کیا کہ یہ شیطان مسجد میں کس طرح آ گیا ہے۔ مگر وہ ملاں مجھے جواب نہ دے سکا۔ پھر میں نے دھرم کوٹ کے مولوی فتح الدین صاحب مرحوم احمدی سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ زکریا والی توبہ یہی ہے کہ بے دینی چھوڑ دو۔ حلال کماؤ۔ نماز روزہ کے پابند ہو جاؤ۔ اور مسجد میں زیادہ آیا جایا کرو۔ یہ سن کر میں نے ایسا کرنا شروع کر دیا۔ شراب وغیرہ چھوڑ دی۔ رشوت بھی بالکل ترک کر دی۔ اور صلوٰۃ و صوم کا پابند ہو گیا۔

چار پانچ ماہ کا عرصہ گزرا ہو گا کہ میں ایک دن گھر گیا تو اپنی بڑی بیوی کو روتے ہوئے پایا۔ سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ پہلے مجھ پر یہ مصیبت تھی کہ میرے اولاد نہیں ہوتی تھی۔ آپ نے میرے پر دو بیویاں کیں۔ لیکن اب یہ مصیبت آئی ہے کہ میرے حیض آنا بند ہو گیا ہے۔ (گویا اولاد کی کوئی امید ہی نہیں رہی) ان دنوں میں اس کا بھائی امرتسر میں تھانیدار تھا چنانچہ اس نے مجھے کہا کہ مجھے میرے بھائی کے پاس بھیج دو کہ میں کچھ علاج کراؤں۔ میں نے کہا وہاں کیا جاؤ گی یہیں دائی کو بلوا کر دکھلاؤ۔ اور اس کا علاج کرواؤ۔ چنانچہ اس نے دائی کو بلوایا اور کہا کہ مجھے کچھ دوا وغیرہ دو۔ دائی نے سرسری دیکھ کر کہا میں تو دوا نہیں دیتی نہ ہاتھ لگاتی ہوں۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا تیرے اندر بھول گیا ہے۔ (یعنی تو تو بانجھ تھی مگر اب تیرے پیٹ میں بچہ معلوم ہوتا ہے پس خدا نے تجھے نعوذ باللہ بھول کر حمل کروا دیا ہے۔ مولف سیرۃ) اور اس نے گھر سے باہر آ کر یہی کہنا شروع کر دیا کہ خدا بھول گیا ہے۔ مگر میں نے اسے کہا کہ ایسا نہ کہو بلکہ میں نے مرزا صاحب سے دُعا کروائی تھی۔

پھر منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ میں حمل کے پورے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے اور میں نے ارد گرد سب کو کہنا شروع کر دیا کہ اب دیکھ لینا میرے لڑکا پیدا ہو گا۔ اور ہو گا بھی خوبصورت مگر لوگ بڑا تعجب کرتے اور کہتے تھے کہ اگر واقعی ایسا ہو گیا تو بڑی کرامت ہے۔ آخر ایک دن رات کے وقت لڑکا پیدا ہوا اور خوبصورت ہوا۔

میں اسی وقت دھرم کوٹ گیا جہاں میرے کئی رشتہ دار تھے اور لوگوں کو اس کی پیدائش سے اطلاع دی۔ چنانچہ کئی لوگ اسی وقت بیعت کیلئے قادیان روانہ ہو گئے۔ مگر بعض نہیں گئے۔ اور پھر اس واقعہ پر "ونجوان" کے بھی بعض لوگوں نے بیعت کی۔ اور میں نے بھی بیعت کر لی۔ اور لڑکے کا نام عبدالحق رکھا۔ منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری شادی کو بارہ سال سے زائد ہو گئے تھے اور کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی"۔ (احمدیت یعنی حقیقی اسلام الناشر الشرکۃ الاسلامیۃ ربوہ ۱۹۷۸ء صفحہ ۹۴-۹۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵/ستمبر ۲۰۰۰ء میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

"اسلام خدا تعالیٰ کے متعلق کامل تعلیم دیتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا تعالیٰ سے اسی دنیا میں ملا دیتا ہے اور یقین اور وثوق سے ایسے دروازے انسان کیلئے کھول دیتا ہے کہ شک اور شبہ کی اس کو گنجائش ہی نہیں رہتی" (احمدیت یعنی حقیقی اسلام صفحہ ۱۲۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

لوگو سنو کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں
جس میں ہمیشہ عادت قدرت نما نہیں

نیز آپ فرماتے ہیں:

"کیا بد بخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے۔ جو ہر ایک چیز پر قادر ہے ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کریگا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے۔ تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کیلئے لوگوں کے کان کھلیں۔

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے"۔ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۱،۲۲)

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072.
Ph: SHOWROOM : 237-2185,236-9893 WAREHOUSE : 343-4006, 343-4137 RESI : 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX : 91-33-236-9893

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر مطلع کریں۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر 15106: میں امجد لطیف ولد مکرم ڈاکٹر محمد عبداللطیف صاحب مرحوم قوم راجپوت پیشہ ٹیچر عمر 58 سال پیدائشی احمدی ساکن جے پور ڈاکخانہ جے پور ضلع جے پور صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1.4.2000 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کل منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

ا۔ میری ذاتی کوئی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد نہیں ہے

۲۔ میری آبائی جائیداد میں ایک مکان واقع جے پور راجستھان میں ہے۔

جس میں اس وقت میری رہائش ہے کل رقبہ 1650 گز ہے مکان اندازاً 800 گز میں ہے۔ اس جائیداد میں چار بہنیں اور تین بھائی حصہ دار ہیں۔ ابھی جائیداد تقسیم نہیں ہوئی ہے۔ تقسیم ہونے کے بعد میرے حصہ میں جو جائیداد آئے گی اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کردوں گا۔ اس وقت مذکورہ جائیداد کی مبلغ 80 ہزار روپے قیمت ہوگی۔

میں مذکورہ بالا جائیداد کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ پرائیویٹ سکول چلا رہا ہوں۔ ماہوار مبلغ دس ہزار روپے آمد ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ۔

اس کے علاوہ اگر مزید کبھی کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا۔ انشاء اللہ

میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد

ملک محمد مقبول طاہر — امجد لطیف — عطاء اللہ نصرت

وصیت نمبر 15107: میں زرین امجد زوجہ امجد لطیف صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر 50 سال پیدائشی احمدی ساکن جے پور ڈاکخانہ جے پور ضلع جے پور صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1.4.2000 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

ا۔ حق مہر بذمہ خاوند مبلغ -/5000 روپے

۲۔ کانٹے طلائی وزن 4.490 موجودہ قیمت 1270.00

۳۔ چین طلائی وزن 4.360 موجودہ قیمت 2000.00

۴۔ انگوٹھی طلائی وزن 2.00 موجودہ قیمت 1000.00

غیر منقولہ جائیداد میں آبائی جائیداد پٹنہ بہار میں ایک فلیٹ ہے اس میں ایک بھائی 2 بہنیں حصہ دار ہیں جس کی اندازاً مبلغ دس لاکھ روپے قیمت ہوگی۔

مذکورہ بالا جائیداد کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میرا ذریعہ آمد آبائی جائیداد از پٹنہ فلیٹ سے مبلغ ایک ہزار روپے ماہوار کرایہ ملتا ہے اس طرح میرے بھائی مجھے بچوں کے اخراجات کیلئے مبلغ -/3500 روپے ماہوار بھجواتے ہیں اس طرح میری کل ماہوار آمد مبلغ -/4500 روپے بنتی ہے میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی آمد کا 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتی رہوں گی۔ انشاء اللہ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد اور آمد نہیں ہے۔

اگر مذکورہ بالا آمد و جائیداد کے علاوہ کبھی مزید کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں گی تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

وصیت نمبر 15108: میں پی محمد علی ولد پی ایم عبدالرحمٰن قوم مسلمان پنشنر عمر 61 سال تاریخ بیعت 7.4.2000 ساکن ایڑاونا ڈاکخانہ ایڑاونا ضلع مالاپالم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21.9.2000 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ 9 سینٹ زمین اور اس میں ایک گھر ہے۔ جس کی موجودہ قیمت 30,0000 ہے۔ اور اس وقت میری ماہوار آمد 6253 روپے ہے میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔

مذکورہ بالا جائیداد میں میری بیوی کا 1/6 حصہ ہے۔ بقیہ جائیداد خاکسار کی ہے آبائی جائیداد احمدیت قبول کرنے سے بہت پہلے ملی تھی جو بچوں کی تعلیم میں صرف ہوئی۔ ابھی آبائی جائیداد میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔ مذکورہ بالا جائیداد و آمد کے علاوہ اگر مزید کبھی کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل کی جائے۔

گواہ شد وسیم احمد صدیقی — العبد پی محمد علی — گواہ شد سی کے عبدالغفار

وصیت نمبر 15109: میں محمد ابراہیم ناصر ولد محمد موسیٰ صاحب درویش قوم احمدی پیشہ تجارت عمر 30 سال، پیدائشی احمدی ساکن قادیان۔ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1.07.2000 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اس وقت میری جو دکان ہے اس میں جو سرمایہ لگا ہوا ہے اس سے جو بھی آمد ہوگی اس کا 1/10 حصہ بطور حصہ وصیت ادا کرتا رہوں گا۔ اوسطاً میری ماہوار آمد -/5000 روپے ہے یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد محمد لطیف — العبد محمد ابراہیم ناصر — گواہ شد محمد انعام ذاکر

وصیت نمبر 15110: میں امۃ الرؤف زوجہ محمد ابراہیم ناصر قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 32 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1.7.2000 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

حق مہر بذمہ خاوند -/35000 روپے۔ نقدی -/4000 طلائی زیور جو ذیل کے مطابق موجود ہے -/33350 روپے کل میزان -/72350 روپے۔

تفصیل	وزن	قیمت
سونے کی چوڑیاں	22.780	8715
سونے کی تین انگوٹھیاں	12.200	4665
سونے کی ایک چین	20.380	8250
سونے کے کانٹے	8.400	3210
سونے کا ہار	20.450	7360
بالیاں ایک جوڑی	2.550	975
کوکا ناک	0.400	0175
میزان		**33350.00**

۴۔ جیب خرچ کے طور پر مجھے خاوند کی طرف سے ماہوار -/500 روپے ملتے ہیں۔ اس آمد کا 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتی رہوں گی۔

مذکورہ غیر منقولہ جائیداد کا 1/10 حصہ بھی ادا کروں گی۔

۵۔ ایک مکان جو میرے والد صاحب کا ہے جو ہم بھائی بہنوں میں ابھی مشترک ہے۔ جب بھی مکان کے حصہ رسدی میں جو بھی رقم ملے گی دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کر دیا جائے گا۔ یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — الامۃ — گواہ شد

محمد لطیف — امۃ الرؤف — محمد ابراہیم ناصر

وصیت نمبر 15111: میں شاہین اختر زوجہ ڈاکٹر دلاور خان قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 33 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1.8.2000 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد درج ذیل ہے۔

1۔ حق مہر بذمہ خاوند -/6000 روپے۔

2۔ زیور طلائی (۱) ایک عدد چین 12.610 گرام -/4845 (۲) ایک عدد ہار 14.180 گرام -/5130 روپے۔ (۳) ایک جوڑی کانٹے 4.960 گرام 1800 روپے۔ (۴) دو جوڑی بالیاں 10.430 گرام 4007 روپے۔ (۵) ایک عدد کوکا 0.28 گرام 120 روپے۔ کل میزان =15902 روپے۔

3۔ زیور نقرئی۔ ا۔ جوڑی کڑے 16.680 گرام 90 روپے۔ ۲۔ ایک سیٹ چاندی 48.900 گرام 235 روپے۔ ۳۔ ایک 130stone set روپے کل میزان نقرئی زیور -/455

4۔ اس کے علاوہ خاکسار سلائی کا کام کرتی ہے جس سے اندازاً 300 روپے ماہوار آمد ہوتی ہے میں اپنی آمد کے 1/10 حصہ کی وصیت کرتی ہوں آئندہ اگر مزید کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

ی یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — الامۃ — گواہ شد

دلاور خان — شاہین اختر — گیانی عبداللطیف

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

☎ (0091) 01872-70757
01872-71702
FAX:(0091) 01872-70105

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol - 50 Thursday, 25th Jan 2001 Issue No: 4

ہریانہ میں رمضان المبارک کے لیل ونہار اور عید الفطر کی تقاریب

جماعت احمدیہ جیند شہر ۔الحمدللہ امسال جیند میں رمضان المبارک کی لیل ونہار بڑے ہی روح پرور ماحول میں گذرے باجماعت نمازوں کی ادائیگی ۔نماز تراویح درس کا سلسلہ پورا مہینہ جاری رہا۔ بعد نماز تراویح آدھا گھنٹہ درس ہوتا نومبائعین نماز اور دیگر تمام روحانی پروگراموں میں کثرت سے شریک ہوتے ۔اس سال جیند وحصار زون میں درج ذیل مقامات پر نماز عید ادا کی گئی ۔جیند اوگالن ۔باس ۔حسن گڑھ ۔سمین ۔لون ۔کوتھ صدقا جس میں سے جیند شہر میں اللہ کے فضل سے لگ بھگ چار سو تک حاضری رہی ۔جیند شہر میں جماعت کا مشن زیر تعمیر ہے اُسی میں عید پڑھنے کا پروگرام بنایا گیا تھا۔ جیند میں کل آٹھ جماعتوں سے نومبائعین نے شرکت کی گلکنی ملک پور نار نوار بیانی ۔اوگالن سیکھ ۔بی بی پور ۔ہیبت پور ۔پیگہ ۔پہلی بار جیند وحصار زون میں اس کثرت سے نومبائعین نے نماز عید ادا کی ۔اللہ تعالیٰ نومبائعین کو استقامت عطا کرے اور انہیں دینی ودنیاوی ترقیات سے نوازے ۔(آمین) (طاہر احمد طارق مبلغ جیند)

جماعت احمدیہ باس: ۔جماعت احمدیہ باس کو اللہ کے فضل وکرم سے رمضان مبارک کے روح پرور وبابرکت ایام زیادہ سے زیادہ عبادت صدقہ وخیرات کرتے ہوئے گذارنے کی توفیق ملی ۔درس وتدریس کا بھی انتظام تھا۔ ۲۷ نومبر کو نومبائعین کے گھر گھر جا کر ان سے ملاقات کی گئی اور اگلے دن 28 نومبر کو نماز عید میں حاضر ہونے کیلئے بھی کہا گیا نماز عید 28 تاریخ 10 بجے ادا کی گئی اس موقع پر معزز افراد کو عید کا تحفہ پیش کیا گیا اور غرباء ومستحقین کی امداد کی گئی۔ (ٹی ایم عبدالمجیب مبلغ باس)

حسن گڑھ (حصار) اللہ کے فضل سے خاکسار کو رمضان مبارک کا مہینہ احباب جماعت حسن گڑھ کے ساتھ گذارنے کی توفیق ملی ۔پانچوں اوقات نماز باجماعت ۔نماز تراویح ۔درس وتدریس کا سلسلہ پورے ماہ جاری رہا۔ 28 نومبر کو صبح دس بجے نماز عید ادا کی گئی جس میں 120 افراد شامل ہوئے نماز اور خطبہ کے بعد نماز میں آئے افراد کی تواضع کی گئی اس موقع پر علاقہ کے معزز افراد کو عید کا تحفہ بھی پیش کیا گیا اور غربا اور بیوگان اور مستحقین کی امداد بھی کی گئی۔ (داؤد احمد خان معلم حسن گڑھ)

جماعت احمدیہ لون: ۔رمضان المبارک کے دوران اللہ کے فضل سے باقاعدگی سے نماز تراویح ہوتی رہی مرد وزن ملا کر تیس کے قریب ہر روز حاضری ہوتی ۔نماز فجر کے بعد درس ہوتا رہا۔

مورخہ 28 دسمبر کو نماز عید ادا کی گئی گاؤں ومضافات سے تین سو افراد نماز میں شریک ہوئے بعد نماز ان کی تواضع کی گئی۔ (محمد ابصار علی معلم لون)

جماعت احمدیہ سمین : ۔امسال رمضان المبارک کے ایام میں خاکسار کو جماعت احمدیہ سمین میں بطور معلم کام کرنے کی توفیق ملی ۔دور ونزدیک سے احباب نمازوں میں اور تراویح میں شرکت کرتے ۔ان بابرکت ایام میں جمعوں میں بھی حاضری نسبتاً زیادہ رہی تعلیم وتربیت کی متعدد کلاسیں لگائی گئیں ۔نماز عید میں کثرت سے احباب ومستورات شامل ہوئے جن کی تعداد ایک سو پچیس کے قریب رہی قابل ذکر بات ہے کہ تقسیم ملک کے بعد گاؤں سمین میں پہلی بار نماز عید ادا کی گئی ۔اس موقع پر غرباء وبیوگان کی امداد بھی کی گئی۔
(ٹی ریاض احمد معلم ہریانہ)

جماعت احمدیہ اُگالن : ۔جماعت احمدیہ اُگالن کو اللہ کے فضل سے رمضان مبارک کے ایام پنجوقتہ باجماعت نماز کی ادائیگی ۔نماز تراویح اور درس وتدریس کے روح پرور ماحول میں گذارنے کی توفیق ملی ۔نماز تراویح میں مرد عورتیں اور بچے سبھی شامل ہوتے نماز فجر کے بعد درس باقاعدگی سے دیا جاتا رہا جس میں حدیث قرآن اور دینی امور پر روشنی ڈالی جاتی ۔مورخہ 28 دسمبر کو 120 افراد کے ساتھ نماز عید ادا کی گئی گھروں میں تحائف دیئے گئے اور غرباء کی امداد کی گئی۔

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

☆ -جماعت احمدیہ طاہر آباد سرکل نلگنڈا صوبہ آندھرا نے ۲۰ ستمبر ۲۰۰۰ء کو جلسہ سیرۃ النبی منعقد کیا۔ صدارت مقامی صدر جماعت مکرم عبداللطیف صاحب نے کی ۔کثیر تعداد میں احباب شامل ہوئے ۔تلاوت ونظم کے بعد پانچ تقاریر ہوئیں ۔آخر میں صدر اجلاس نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ (محمد حبیب اللہ شریف سرکل انچارج نلگنڈہ)

☆ -لجنہ اماء اللہ قادیان نے ۲۲/ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ کی زیر صدارت جلسہ سیرۃ النبیؐ بیت النصرت لائبریری میں منعقد کیا۔ تلاوت ونظم کے بعد دو تقاریر ہوئیں صدر اجلاس کے خطاب کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ (آمنہ طیبہ جنرل سیکرٹری لجنہ قادیان)

قابل اصلاح غلط رُجحان

محترم ایڈیشنل وکیل المال صاحب لندن نے اپنی چٹھی VMA883 5-10-2000 بنام محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کے ذریعہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے حوالے سے اس اہم امر کی جانب توجہ مبذول کروائی ہے کہ ہندوستان کی جماعتوں سے حضور انور کی خدمت میں حصول امداد وقرض کیلئے جو خطوط موصول ہوتے ہیں اُن میں سے بعض میں سود پر لئے گئے قرض کے بوجھ کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ اسلام نے چونکہ سود کے لین دین کو قطعاً حرام قرار دیا ہے اس لئے ایسی درخواستوں سے متعلق حضور پُر نور نے یہ اصولی ہدایت صادر فرمائی ہے کہ اگر کسی نے سود پر رقم لی تو وہ خود ہی بھگتے گا۔ اس معاملہ میں جماعت کسی قسم کی کوئی مدد نہیں کریگی۔

جملہ امراء وصدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ سود کی حرمت سے متعلق اسلامی تعلیمات اور سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس اصولی ارشاد سے ہر فرد جماعت کو بخوبی آگاہ کردیں۔ تا رفتہ رفتہ جماعت میں پنپ رہے اس غلط رجحان کی اصلاح ہو سکے ۔(ناظر بیت المال آمد قادیان)

سال ۲۰۰۱ء میں تبلیغی وتربیتی جلسے

احباب جماعت اور مبلغین ومعلمین کرام کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ دوران سال ۲۰۰۱ء میں درج ذیل تاریخوں میں تبلیغی وتربیتی جلسوں کا پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کم از کم چار جلسے دوران سال منعقد کئے جائیں۔ سہولت کے مطابق تاریخوں میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

☆ - جلسہ یوم مصلح موعود ۲۰/ فروری ☆ - جلسہ یوم مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ۲۳/ مارچ ☆ - جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۹/ اپریل ☆ - جلسہ یوم خلافت ۲۷/ مئی ☆ - جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۵/ جون بمطابق ۱۲/ ربیع الاوّل ☆ - ہفتہ قرآن مجید یکم تا ۷ جولائی ☆ - جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۶/ اگست ☆ - جلسہ پیشوایان مذاہب ۳۰/ ستمبر ☆ - جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۸/ اکتوبر ☆ - عشرہ تربیت نومبائعین تاریخوں کی اطلاع بذریعہ سرکلر کردی جائے گی۔ (ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

مجلس انصار اللہ بنگلور کے زیر اہتمام ایک تربیتی جلسہ

☆ - مجلس انصار اللہ بنگلور کے زیر اہتمام جماعتی سطح پر ایک جلسہ بعنوان فضائل رمضان مورخہ ۲۰۰۰-۱۲-۱۰ بعد نماز عصر مسجد احمدیہ میں مکرم ومحترم محمد صبغۃ اللہ صاحب ناظم انصار اللہ صوبہ کرناٹک کی صدارت میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

تلاوت اور نظم کے بعد خاکسار قریشی عبدالحکیم نے پہلی تقریر کی۔ جس میں خاکسار نے حضرت بانی جماعت احمدیہ کی مبارک تحریرات کی روشنی میں احباب کو رمضان المبارک کے فضائل وبرکات سے آگاہ کیا نیز حتی الوسع رمضان المبارک کے مسائل واحکامات پر بھی روشنی ڈالی۔

خاکسار کے بعد دوسری تقریر مکرم ایاز رشید صاحب عادل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے کی آپ نے قرآن مجید، احادیث شریف کی روشنی میں روزہ کی اہمیت اور اُس کے برکات پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آنمحترم کے خطاب کے بعد مکرم مولوی مقصود احمد صاحب بھٹی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تیسری تقریر کی آپ نے اپنے خطاب میں روزہ کی فرضیت اور اُس کے عرفان کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اِس کے علاوہ آپ نے روزہ کے فقہی مسائل پر بھی بڑے عمدہ نکات بیان کئے۔ اس طرح یہ جلسہ مکرم ناظم صاحب انصار اللہ صوبہ کرناٹک کی اجتماعی دُعا پر ختم ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ (قریشی عبدالحکیم زعیم مجلس انصار اللہ بنگلور)

سورب میں لجنہ اماء اللہ کا سالانہ اجتماع

لجنہ اماء اللہ سورب (کرناٹک) کا سالانہ اجتماع ۲۰/ ستمبر ۲۰۰۰ء کو احمدیہ مسجد میں منعقد ہوا۔ جس میں ساگر وشموگہ سے ممبرات نے شرکت کی۔ افتتاحی تقریب کے بعد مختلف علمی مقابلہ جات ہوئے۔ مہمانوں نے اپنے تاثرات بیان کئے۔ صدر اجلاس نے تمام مہمانان کا شکریہ ادا کیا۔
(طاہرہ تسنیم جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ سورب)